بیوت الذکر کی اہمیت و برکات

اور

اُس کے آداب

حنیف محمود

(صرف احمدی احباب کے لئے)

بیوت الذکر کی اہمیت و برکات

اور

اُس کے آداب

حنیف احمد محمود

(نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ)

جزاءً حسنًا

اس کتاب کی اشاعت اوّل کے اخراجات میرے چھوٹے بھائی برادرم عزیزم پروفیسر مجید احمد بشیر ایم ایس سی نے مرحوم والدین مکرم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی ڈپٹی کنٹرولر سی ایم اے اور مکرمہ مریم صدیقہ کی طرف سے ان کو ایصال ثواب پہنچانے کے لئے ادا کئے ہیں۔

جن کی تمام زندگی بیوت الذکر اور نماز سنٹرز کو آباد کرنے میں گزری اور اپنی تمام اولاد کو محنت اور دُعاؤں کے ساتھ بیوت الذکر کے ساتھ باندھ دیا اور تادمِ زندگی انہیں نماز باجماعت کی تلقین کرتے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اَللّٰھُمَّ اغفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَارْفَعْ دَرَجَاتَھُمْ

وَنوِّرْ مَرْقَدَھُمْ وَادْخِلْھُمْ فِیْ جَنّۃِالنَّعِیْمِ

(قیمت 45روپے)

(یہ قیمت طباعت دوم کے لئے مقرر کی گئی ہے، جو انشاءاللہ جلد ہوگی۔)

نصرت آرٹ پریس گولبازار چناب نگر (ربوہ)

☆ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ o (البقرة:126)

ترجمہ: اور جب ہم نے (اپنے) گھر کو لوگوں کے بار بار اکٹھا ہونے کی اور امن کی جگہ بنایا اور ابراہیم کے مقام میں سے نماز کی جگہ پکڑو اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک وصاف بنائے رکھو۔

☆ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ o فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ o (ال عمران :97-98)

ترجمہ: یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکہ میں ہے۔(وہ) مبارک اور باعث ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں (یعنی) ابراہیم کا مقام اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن پانے والا ہوگیا۔اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس (گھر) تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو اور جو انکار کردے تو یقیناً اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

☆ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِo

(الحج:27)

ترجمہ: اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ بنائی (یہ کہتے ہوئے کہ) میرا کسی کو شریک نہ ٹھہرا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھ۔

☆ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًاo (الجن:19)

ترجمہ: اور یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

☆ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَo (الاعراف:32)

ترجمہ: اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباس تقویٰ) ساتھ لیا جایا کرو۔ اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

بیت الذکر جانے کی دُعا

اگر یہ دُعا کی جائے تو شیطان کہتا ہے کہ یہ شخص آج کے دن مجھ سے محفوظ ہوگیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بن العاص بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دُعا کرتے۔

اَعُوذُبِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: میں راندے ہوئے شیطان سے اُس اللہ کی پناہ میں آتا ہوں جو بہت عظمت والا ہے۔ میں اُس کی عزت والے چہرے اور اُس کی ازلی بادشاہت کی پناہ میں آتا ہوں۔

مقام ابراہیم پر فائز ہونے کے لئے کوشش

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں شرک کے خلاف ایک عظیم جہاد کیا تھا اور مخالفین نے اس وجہ سے ان کو آگ میں بھی ڈالا تھا۔لیکن خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کو اس طرح ضائع نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ آگ حضرت ابراہیمؑ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکی۔ ہمیں بھی اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ ایک طرف تو ہم اپنے آپ کو ابراہیمؑ کی برکات کا حصہ دار بنانا چاہتے ہیں۔ ہم اس زمانے کے ابراہیم کو مان کر ہر قسم کے شرک سے بیزاری کا اظہار کرنے کا نعرہ لگاتے ہیں۔ لیکن مثلاً نمازوں کے اوقات ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بت اور خدا، نوکری کے، کاروبار کے، سستیوں کے ہم نے بنائے ہوئے ہیں ان کے پنجے سے نکلنا نہیں چاہتے۔ یا اس طرح نکلنے کی کوشش نہیں کرتے جس طرح کوشش کرنی چاہئے۔صرف منہ سے یہ کہہ دینا کہ اے اللہ! ہمیں مقام ابراہیم پر فائز کر دے، کوئی فائدہ نہیں دے گا جب تک وہ محبت اپنے دل میں پیدا نہ کریں جو ابراہیمؑ کو اپنے خدا سے تھی۔ جب تک ہم اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے احکامات کے سپرد نہ کر دیں۔ جب تک ہم اپنے تمام معاملات خدا پر نہ چھوڑ دیں اور عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے ساتھ ساتھ جھوٹی اناؤں کو نہ چھوڑ دیں۔ جب تک ہم اپنے خاندانوں اور برادری کی بڑائی کے تکبر سے باہر نہ نکلیں۔ جب تک ہم اس چکر میں رہیں گے کہ میں سیّد ہوں یا مغل ہوں یا پٹھان ہوں یا جاٹ ہوں یا آرائیں ہوں، ان لفظوں سے جب تک باہر نہیں نکلیں گے جب تک ہم اپنے معیار اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق تقویٰ کو نہ بنالیں کوئی فائدہ نہیں۔تو جب ہم یہ ساری چیزیں کر لیں گے تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم مقام ابراہیم پر قدم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس مقام پر قدم رکھتے ہوئے اپنے تمام معاملات خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم وفاداروں میں ہیں اور اس زمانے کے ابراہیم سے جو عہد بیعت ہم نے باندھا ہے اس کو پورا کرنے والے ہیں۔۔۔۔۔۔۔اپنی (بیوت الذکر) سے خدا کی وحدانیت کے نعروں کے ساتھ ساتھ پیار اور محبت اور اُلفت کے نعرے لگانے ہوں گے تا کہ مقام ابراہیم پر کھڑا ہونے والے کہلا سکیں ورنہ یہ بیعت کے دعوے کھوکھلے دعوے ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 24/جون 2005ء از مشعل راہ جلد پنجم حصہ سوم صفحہ 37-38)

بیوت الذکر کے آداب کو اپنی زندگیوں میں جاری کریں ان کے فلسفے سے اپنی نسلوں کو آگاہ کریں

"بیت الذکر کے آداب ساری زندگی پر حاوی ہیں۔ ان کے فلسفے سے اپنی نسلوں کو آگاہ کریں۔ بیت الذکر سے تعلق رکھنے والی قوم دنیا کی سب سے متمدن قوم اور مہذب قوم ہوتی ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی حامل ہوتی ہے۔ آپ دنیا کی بہترین قوم ہیں اور خدا کرے کہ ہمیشہ بہترین رہیں۔"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع از الفضل 25/ اکتوبر 1992ء)

زندہ خدا کا تصور اور بیوت الذکر

(ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

☆ "اصل اور بنیادی حقیقت خدا کا تصور ہے۔ یہ ایک ایسا زندہ تصور ہے جس کو دلوں میں جاگزیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی سے انسان گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ عبادات اور بیوت الذکر میں اسی تصور کو زندہ کیا جائے۔"

(الفضل 25/ اکتوبر 1992ء)

☆ "بیت الذکر کی زینت عبادت کرنے والوں سے ہوتی ہے۔ ظاہری زینت کا اللہ تعالیٰ نے کہیں ذکر نہیں کیا۔ اللہ کے گھروں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اعمال صالحہ بجالاتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں مالی قربانی کرتے ہیں اور عبادات کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے نزدیک مخلصین میں شمار کئے جائیں گے۔۔۔۔۔۔۔ میں تمام دنیا کی جماعتوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ بیوت الذکر بنائیں اور خوب بنائیں۔ خوبصورت بھی بنائیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ان بیوت کو تقویٰ سے سجائیں۔ عبادت سے سجائیں تب بیت الذکر بنانے کا حق ادا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔ عبادات کو سنوار کر ادا کریں پھر بیت الذکر کے قیام کا حق ادا ہوگا۔ پھر خدا کی محبت اور پیار کی نظریں آپ پر پڑیں گی۔"

(خطبہ جمعہ 16/ اکتوبر 1992 از الفضل 27/ اکتوبر 1992ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر بیت اللہ کے اغراض و مقاصد سورۃ ال عمران آیت 98,97 اور سورۃ البقرہ آیت 126 میں بیان فرمائے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں کی تمام عبادت گاہیں اس بیت اللہ کی ظل ہیں اس لئے ان کے اغراض و مقاصد بھی وہی ہیں جو بیت اللہ کے ہیں۔اس ضمن میں اللہ تعالیٰ سورۃ جن آیت 19 میں فرماتا ہے کہ

مساجد اللہ ہی کے لئے ہیں پس تم ان میں اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو۔

بیوت کے آداب کو بیان کرنے سے قبل ضروری ہے کہ بیت اللہ کے اغراض و مقاصد کو خلاصتہً یہاں درج کر دیا جائے کیونکہ قرآن کریم میں مذکور اس کے مقاصد اپنی ذات میں آداب ہیں جن کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔جن کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ بیت اللہ تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا ہے گویا کہ تمام بیوت میں ہر چھوٹے بڑے، امیر و غریب، گورے اور کالے کے لئے مساوی حق ہے۔

۲۔ یہ "مُبَارَکًا" ہیں یعنی بابرکت اور مقدس مقام ہیں جو خدا تعالیٰ کے ذکر کے لئے مخصوص ہیں۔

"ھُدًی لِلْعَالَمِیْنَ" یعنی بیوت کی غرض تمام لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہونا ہے۔ جہاں درس و تدریس، وعظ و نصیحت اور خطبات میں دین کی تعلیم دی جاتی ہے اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔

۴۔ "مَثَابَةً لِّلنَّاسِ" دُنیا کے چاروں اطراف سے لوگوں کے آکر دینی تعلیم حاصل کرنے اور ہر قسم کی برائیوں اور شر سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہیں۔

۵۔ "اَمْنًا" امن کے قیام کا ذریعہ ہیں۔

٦۔ "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی" میں یہ پیغام ہے کہ وقت کے ابراہیم کی اقتداءضروری ہے اور بیوت یکجہتی، اتحادواتفاق اوراطاعت کا سبق دیتی ہیں۔

٧۔ محولہ بالا دوآیات میں ساتویں اور آخری غرض اور مقصد "طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ" کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ یعنی میرے گھر کوطواف کرنے والوں، اعتکاف، رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک وصاف بنائے رکھو۔

یہی مقصداورغرض میرے آج کے مضمون کی بنیاد ہے۔ سورة البقرہ آیت 126 میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیھما السلام کواور سورة الحج آیت 37 میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کواللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے گھر کوطواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، قیام کرنے والوں، اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھنے کاحکم دیا ہے وہاں یہ بات غورطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دوجگہ پر "بَيْتِيَ" یعنی میرا گھر کے الفاظ بہت پیار سے استعمال فرمائے ہیں۔ گویا بیوت الذکر کا مالک خود اللہ تعالیٰ ہے اور ہم ان کے مکین ہیں۔ جس طرح اس دُنیا میں مکانات بندوں کی ملکیت ہوتے ہیں اور ان گھروں کے تمام مکین اُن کی صفائی کے سانجھے ذمہ دارقرار پاتے ہیں۔ جہاں ہماری مائیں، ہماری بیویاں، ہماری بہنیں گھروں کی صفائی اور جھاڑ پھونک کررہی ہوتی ہیں وہاں ہم مرد بھی گھروں کی صفائی کا خیال رکھ رہے ہوتے ہیں اوراپنی ماؤں، بہنوں اور بیویوں کا ساتھ دے رہے ہوتے ہیں۔ بعینہٖ بیوت گو اللہ تعالیٰ کے گھراوراس کی ملکیت ہیں مگر ہمارا فرض بنتا ہے کہ اُن کی صفائی، ستھرائی کا پورا پورا خیال رکھیں اور جو آداب قرآن واحادیث میں بیان ہوئے ہیں اُن کو مدنظر رکھیں۔ کیونکہ قوموں کی پہچان اُن کی Public Places کی دیکھ بھال، صفائی اور اُن کی حفاظت سے ہوتی ہے۔

کہتے ہیں ایک دفعہ ایک بادشاہ نے بغداد پر حملہ کرنا چاہا۔اس نے اپنا ایک ایلچی شہر کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا۔اس نے آکر جو رپورٹ دی اس میں اور بہت سی باتوں کے ایک بات یہ بھی تھی کہ بغداد شہر کی مین مسجد کے باہر ایک گدھا مرا پڑا ہے اور اس کی بدبو سے تعفن پھیلا ہوا ہے۔نمازی اپنی ناک پر رومال یا کپڑا رکھ کر مسجد میں داخل ہو رہے ہیں اور اسی حالت میں اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں کسی کو اُسے اُٹھا کر دفن کرنے کا خیال نہیں آرہا۔

بادشاہ نے یہ سنتے ہی اپنی افواج کو یہ کہہ کر تیار ہونے کا حکم دے دیا کہ یہ قوم سو رہی ہے۔ہمارا اس پر حملہ کرنے کا بہت مناسب وقت ہے کیونکہ جس قوم کے اندر اپنی Public Places بالخصوص مساجد کی صفائی کا خیال نہیں اس قوم کا مقابلہ بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ بادشاہ نے بغداد پر حملہ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

اسلامی تعلیم کے مطابق انسان کی بیرونی کیفیات اندرونی کیفیات پر منتج ہوتی ہیں۔ انسان کی بدنی صحت اور صفائی اس کی باطنی صحت وصفائی پر اثر انداز ہوتی ہے۔اس لئے صفائی کو اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے۔اسے "شَطْرُ الْاِیْمَانِ" یعنی ایمان کا حصہ بلکہ "نِصْفَ الْاِیْمَانِ" قرار دیا گیا ہے۔اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو "اِقْرَاءْ" کے بعد دوسری وحی "وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ o وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ o" کے الفاظ میں نازل ہوئی کہ اپنے کپڑوں کو پاک وصاف رکھ اور گندگی کو دور کر دے۔

خلفائے احمدیت نے "ثِیَابَکَ" کے مضمون کو بہت وسعت دی ہے اور اس سے مراد صرف اپنی صفائی نہیں بلکہ اپنے قریبی ساتھیوں کو صاف ستھرا رکھنے اور انہیں تلقین کرتے رہنے کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ نے اس آیت کا

ترجمہ یوں بیان فرمایا ہے کہ

"اپنے پاس رہنے والوں کو پاک کر اور شرک کو مٹا ڈال" (سورۃ المدثر:6,5)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا تفسیری ترجمہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا

"اور جہاں تک تیرے کپڑوں یعنی قریبی ساتھیوں کا تعلق ہے تو انہیں بہت پاک کر اور جہاں تک ناپاکی کا تعلق ہے تو اس سے کلیتہً الگ رہ"

اُوپر بیان کردہ مضمون بالخصوص ان آیات میں جو طہارت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ بہت وسیع معنی رکھتا ہے۔ جس میں بیوت کو صاف ستھرا اور پاکیزہ رکھنے کی ہدایت تو ہے ہی۔ لیکن آنے والوں کو بھی ظاہری و باطنی صفائی رکھنے کی تلقین ہے تا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں، اس کے حضور دعائیں اور مناجات کرنے والوں کے لئے ایک ایسا صاف ستھرا اور پاکیزہ ماحول مہیا کیا جاسکے جس میں وہ یکسوئی کے ساتھ اپنے خالق حقیقی کی عبادت کر سکیں۔

اس لئے بیوت کا ادب و احترام اور اس کا تقدس ہر قیمت پر برقرار رکھنا چاہئے اور ایسے فعل سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے ان کا تقدس اور احترام پامال ہوتا ہو۔

بیوت الذکر اور تقویٰ لازم و ملزوم ہیں:

آداب بیوت الذکر بیان کرنے سے قبل ایک اور اہم نکتہ کا ذکر ضروری ہے جو قرآن کریم نے سورۃ التوبہ آیت 108 میں اس جگہ بیان فرمایا ہے جہاں بیوت الذکر کی بنیاد تقویٰ پر رکھے جانے کا ذکر ہے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا ؕ

کہ اس میں ایسے لوگ آتے ہیں جو یہ خواہش اور جذبہ رکھتے ہیں ۔ کہ وہ پاک ہوجائیں۔ گویا بیوت الذکر کی بنیاد تقویٰ پر ہونے کی وجہ سے نمازیوں کے لئے ازدیادِ ایمان وتقویٰ کے ساتھ ساتھ پاک وصاف ہونے کا ذریعہ بھی بنتی ہیں ۔جس کے لئے ایک مومن کو خود بھی کوشش کرنی چاہیئے اوران تمام آداب اور ہدایات کوملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے جو ہمیں اسلام نے سکھلائی ہیں۔

چونکہ بیوت اللہ، مسجد حرام کا ظل بھی ہیں اس لئے جو احکامات وآداب مسجد حرام کے بارہ میں ہیں وہ لازماً دیگر بیوت کے متعلق بھی ہیں اور مسجد حرام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنۡ اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ (الانفال:35)

کہ اس کے حقیقی متولی (یعنی نمازی) تو متقی ہیں۔

تو گویا ایک طرف بیوت کی بنیاد تقویٰ پر رکھے جانے کی نصیحت فرمائی اور دوسری طرف نمازیوں کو تقویٰ اختیار کرتے ہوئے ان میں داخلے کی تلقین فرمائی۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو

اَقِيۡمُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ عِنۡدَ كُلِّ مَسۡجِدٍ (الاعراف:30)

کی بھی نصیحت فرمائی ہے کہ مسجد کے پاس اپنی توجہ درست کرلیا کرو۔

گویا کہ نمازیوں کو ظاہری صفائی کے ساتھ ساتھ باطنی صفائی کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر سان فرانسسکو (امریکہ) کی بیت الذکر کے افتتاح کے موقع پر بھی یہی سبق احباب جماعت کو ان الفاظ میں دیا۔

"عبادت گاہوں کی اصل زینت اُن میں عبادت کرنے والے ہوتے ہیں۔ بیت الذکر میں تقویٰ کی زینت لے کر آئیں اور خیال رکھیں کہ خدا ناراض نہ ہو جائے۔"

(روزنامہ الفضل 08 راگست 1989ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ان آیات کے سلسلہ میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ان پاکباز لوگوں کی پاکیزگی کی گواہی خدا تعالیٰ نے یوں دی ہے۔فرمایا

فِیۡهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّتَطَهَّرُوۡا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِیۡنَ (التوبہ:108)

یعنی اس میں آنے والے ایسے لوگ ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ بالکل پاک ہو جائیں اور اللہ پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔پس اگر ہم نے (بیوت) بنانی ہیں اور یقیناً بنانی ہیں اور اگر ہم نے ان (بیوت) کو آباد کرنا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً کرنا ہے تو پھر ہماری (بیوت) بھی اس مسجد کی تتبع میں بنائی جانی چاہئیں اور بنائی جاتی ہیں جس کی بنیادیں تقویٰ پر تھیں۔اور جس میں آنے والوں، عبادت کرنے والوں اور بیٹھنے والوں کا محور خدائے واحد تھا اور وہ لوگ خدائے واحد کے علاوہ کسی کو نہیں پکارتے تھے۔مخفی شرکوں کو بھی انہوں نے اپنے سے کوسوں دور بھگا دیا تھا۔وہ خدا تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرنے کے لئے بے چین اور بے قرار ہوتے تھے تبھی تو خدا تعالیٰ نے ان کے تقویٰ اور پاکیزگی کی گواہی دی ہے اور ان سے محبت کا اظہار کیا ہے۔لیکن کیا خدا تعالیٰ کے یہ پیار کے اظہار انہیں لوگوں پر ختم ہو گئے ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ کے خزانے محدود تھے کہ پہلوں پر آ کر ختم ہو گئے؟ نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کے خزانے تو لامحدود ہیں۔پس جب اس کے خزانے لامحدود ہیں تو پھر آج بھی وہ انہیں تقسیم کر سکتا ہے اور کرتا ہے بشرطیکہ بندہ بھی ان شرائط پر عمل کرے، ان حکموں پر عمل

کرے جن کا خداتعالیٰ نے حکم دیا ہے۔خدائے واحد کو پکارے، ان (بیوت) کو اس کی عبادت کے لئے خالص کرے اور آباد کرے، اپنے اندر مخفی شرکوں کو ختم کرے خداتعالیٰ تو اپنے بندے کو دینے کے لئے بے چین رہتا ہے۔ یہ بندہ ہی ہے جو اس سے منہ موڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی طرف آنے والے بندوں کو دیکھ کر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنی کہ ایک ماں اپنے گمشدہ بچے کے مل جانے پر خوش ہوتی ہے اور پھر اسے اپنے سینے سے لگاتی ہے۔

آج ہم احمدی جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے اور اس کے سلسلہ بیعت میں شامل ہوئے ہیں اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں زمانے کے امام کو مان کر اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے پر پہلوں سے ملنے کی ضمانت دی گئی ہے۔ پس ان " آخرین" میں شامل ہونے کا فیض آپ تبھی اُٹھا سکتے ہیں جب خدائے واحد کو پکارنے والے اور اس کے آگے جھکنے والے بھی ہوں گے۔ اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی زندگیوں کو بسر کرنے والے بھی ہوں گے اور حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں گے۔ آپ کی (بیوت) اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کا درس دینے والی ہوں گی اور یہاں آنے والوں کی بے چین دل کے ساتھ خداتعالیٰ کی عبادت کرنے کی تڑپ بھی ہوگی۔"

(خطبہ جمعہ 17/جون 2005ء از خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 356-357)

بیوت کو آباد کرنے والے اللہ اور یوم آخرت پر کامل ایمان رکھتے ہیں:

حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو مسجد میں عبادت کے لئے آتے جاتے دیکھو تو تم اس کے مومن ہونے کی گواہی دو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ"

کہ اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ (ترمذی ابواب التفسیر سورۃ توبہ)

اس روایت میں لفظ "مــومــن" غور طلب ہے۔اس کا مادہ امن ہے یعنی وہ شخص جو بیت الذکر میں عبادت کی غرض سے آتا ہے وہ اپنی ذات کے لئے بھی امن کا پیغام لے کر آتا ہے اور دوسرے نمازیوں کے لئے امن کا پیغامبر ثابت ہوتا ہے۔فتنہ وفساد کا موجب نہیں بنتا۔کیونکہ مساجد، بیت اللہ کا ظل ہونے کے ناطے "مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا" بھی ہیں جہاں سے امن کے سَوتے پھوٹتے ہیں۔مومن امن کا پیغامبر بن کر آتا ہے اور امن کے پیغام کا اعلان کرتا ہوا رخصت ہوتا ہے۔

بیوت اور امن کے مضمون کو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہت ہی لطیف مضمون میں وینکوور کینیڈا کی بیت الذکر کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر یوں بیان فرمایا۔

"ہم اس زمانے کے ابراہیم کو مان کر ہر قسم کے شرک سے بے زاری کا اظہار کرنے کا

نعرہ لگاتے ہیں۔لیکن مثلاً نمازوں کے اوقات ہیں۔چھوٹے چھوٹے بت اور خدا،نوکری کے کاروبار کے،سستیوں کے ہم نے بنائے ہوئے ہیں ان کے پنجے سے نکلنا نہیں چاہتے۔ یا اس طرح نکلنے کی کوشش نہیں کرتے جس طرح کوشش کرنی چاہئے۔صرف منہ سے یہ کہہ دینا کہ اے اللہ! ہمیں مقام ابراہیم پر فائز کردے،کوئی فائدہ نہیں دے گا جب تک کہ وہ محبت اپنے دل میں پیدا نہ کریں جو ابراہیم علیہ السلام کو اپنے خدا سے تھی۔ جب تک ہم اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے احکامات کے سپرد نہ کر دیں۔ جب تک ہم اپنے تمام معاملات خدا پر نہ چھوڑ دیں اور عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے ساتھ ساتھ جھوٹی اناؤں کو نہ چھوڑ دیں۔ جب تک ہم اپنے خاندانوں اور برادری کی بڑائی کے تکبر سے باہر نہ نکلیں۔ جب تک ہم اس چکر میں رہیں گے کہ میں سید ہوں یا مغل ہوں یا پٹھان ہوں یا جاٹ ہوں یا آرائیں ہوں، ان لفظوں سے جب تک باہر نہیں نکلیں گے جب تک ہم اپنے معیار اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق تقویٰ کو نہ بنالیں کوئی فائدہ نہیں۔تو جب ہم یہ ساری چیزیں کرلیں گے تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم مقام ابراہیم پر قدم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس مقام پر قدم رکھتے ہوئے اپنے تمام معاملات خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم وفاداروں میں ہیں۔اور اس زمانے کے ابراہیم سے جو عہد بیعت ہم نے باندھا ہے اس کو پورا کرنے والے ہیں۔پس جب ہم یہ معیار حاصل کرلیں گے یا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تب ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں میں شامل سمجھے جائیں گے۔اگر نہیں،تو پھر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں نہیں سمجھے جاسکتے بلکہ ایک سوکھی ٹہنی کی طرح جس کو کوئی بھی باغبان برداشت نہیں کرتا،کاٹ کر پھینک دیئے جائیں گے

کیونکہ ہم اُس مقام کی پیروی نہیں کر رہے۔ اُس مقام پر کھڑے نہیں ہو رہے جس مقام پر کھڑے ہونے کا امت محمدیہ کو حکم دیا گیا ہے۔ پس اس زمانے کے ابراہیم کو مان کر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق اور غلام صادق بھی ہے ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے دلوں میں ابراہیمی صفات پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے عملوں کو بھی، اپنی عبادتوں کو بھی اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہوگا جس کا ہمیں خدا نے حکم دیا ہے۔ اپنی (بیوت) سے خدا کی وحدانیت کے نعروں کے ساتھ ساتھ پیار اور محبت اور اُلفت کے نعرے بھی لگانے ہوں گے تا کہ مقام ابراہیم پر کھڑا ہونے والے کہلا سکیں۔ ورنہ یہ بیعت کے دعوے کھوکھلے دعوے ہیں۔ عبادتوں کے یہ معیار قائم کئے بغیر اور عملوں کے یہ معیار قائم کئے بغیر ہم بھی وہیں کھڑے ہوں گے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آج وہ مسلمان کھڑے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا۔ جن کی مساجد بظاہر نماز پڑھنے والوں سے پُر لگتی ہیں، بھری ہوئی لگتی ہیں لیکن وہاں نفرتوں کے نعروں اور ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ وہاں جس مُلّاں کے قبضے میں منبر ہے وہ ہر دوسرے فرقے کے خلاف گالیاں بکنے کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔ جہاں جانے والے بعض شرفاء یہ کہہ کر اُٹھ کر آجاتے ہیں کہ مولانا! ہم اسلام سیکھنے کے لئے آئے تھے۔ گالیاں اور مغلّظات سننے کے لئے نہیں آئے۔ تو بہر حال اس زمانے میں جب مسیح و مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔ ان نام نہاد علماء نے اس کو نہ مان کر یہی کچھ کرنا تھا کیونکہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی جس کا ایک حدیث میں اس طرح ذکر آتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہ رہے گا۔ الفاظ کے سوا

قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ان میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور انہیں میں لوٹ جائیں گے۔"

(مشکوۃ المصابیح کتاب العلم۔الفصل الثالث روایت نمبر 276)

لیکن آپ لوگ جو ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان چکے ہیں۔واپس اس غار کی طرف نہ جائیں جہاں گہرے اندھیرے ہیں۔ بلکہ نیکیوں پر قائم ہوتے ہوئے (بیوت) کو بھلائی، خیر اور روشنی کے مینار بنائیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو ہماری اس مسجد میں اس نیت سے داخل ہوگا کہ بھلائی کی بات سیکھے یا بھلائی کی بات جانے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہوگا اور جو مسجد میں کسی اور نیت سے آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کسی ایسی چیز کو دیکھتا ہے جو اس کو حاصل نہیں ہوسکتی۔"

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 350 مطبوعہ بیروت)

اس کا (بیت) میں آنا بے فائدہ ہے۔کیونکہ مومنوں کی (بیوت) منافقین کے لئے، فتنہ پیدا کرنے والوں کے لئے نہیں ہوتیں۔

اللہ کرے ہم میں سے ہر ایک (بیت) میں اس نیت سے داخل ہونے والا ہو کہ ایک خدا کی عبادت کرنی ہے اور بھلائی سیکھنی ہے اور پھر اس سیکھی ہوئی بھلائی کی بات پر خود بھی عمل کرنا ہے اور آگے بھی پھیلانا ہے۔ ہماری نیتیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہوں تاکہ ان لوگوں میں شامل ہوں جو جہاد کا ثواب لینے والے ہوں۔چھوٹی چھوٹی باتیں اور رنجشیں بھلائی

اور خیر سے محروم کرنے والی نہ ہو۔ ہمارا (بیوت) میں آنا ہمارے ماحول کے لئے خیر و برکات کا باعث ہو۔ نہ کہ دکھ اور تکلیف کا۔

پس جب اس نیت سے ہر کوئی کوشش کر رہا ہوگا تو یہ کوششیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک یقیناً مقبول ہوں گی۔ اور جہاں یہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنائیں گی وہاں یہ ماحول میں محبتیں بھی بکھیر رہی ہوں گی۔ جماعت احمدیہ کی (بیوت) تو بہر حال بھلائی پھیلانے والی اور خیر پھیلانے والی ہیں۔ اس لئے ہر ایک کو یہاں آنا بھی اسی نیت سے چاہئے۔ اگر کوئی فتنہ و فساد کی نیت سے آئے گا تو اس کو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہر احمدی کو اس لحاظ سے بھی اپنے ماحول کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کبھی کوئی شر جماعت کے اندر یا (بیوت) میں کامیاب نہ ہو۔ ہر احمدی کو بھلائی اور خیر کی تعلیم کو ہی ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کیونکہ یہی چیز ہے جس نے اسلام کی صحیح تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا کردار ادا کرنا ہے، بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانا ہے۔ یہ تعلیم پھیلانے میں (بیوت) ایک بہت بڑا کردار ادا کرتی ہیں۔ ہمیں اپنے عمل سے ثابت کرنا ہوگا کہ ہماری (بیوت) امن کا نشان ہیں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے کی ضامن ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 / جون 2005ء از خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 346-348)

اسی مضمون کو اپنے ایک اگلے خطبہ جمعہ میں یوں بیان فرمایا۔

"جس (بیت) کی بنیاد تقویٰ پر ہے وہی (بیت) ایسی ہے جو خدائے واحد کی عبادت کرنے والوں کی (بیت) کہلاتی ہے۔ تقویٰ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت دلوں میں رکھتے ہوئے اس کے احکامات پر عمل کرنا۔ اس کے احکامات میں اس کی عبادتوں کا بھی حکم ہے۔ اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کا بھی حکم ہے۔ پس ہماری عبادتیں

بھی اس وقت تک خالص نہیں ہوسکتیں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا ہماری قربانیاں بھی اس وقت تک قبولیت کا درجہ نہیں پاسکتیں جب تک ہم اللہ کی مخلوق کے حق ادا کرنے والے بھی نہ ہوں گے۔ رشتوں کے حقوق ادا کرنے والے بھی نہیں ہوں گے۔ ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے والے بھی نہ ہوں گے اور جب تک ہم اس سوچ میں اپنی زندگی گزارنے والے نہ ہوں گے کہ معاشرے کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔

پس جہاں ہر احمدی کو اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کی کوشش میں ترقی کرنی ہوگی۔ وہاں معاشرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ دینی ہوگی۔ تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم تقویٰ پر قدم مارنے والے ہیں اور ہماری (بیوت) کی بنیادیں تقویٰ پر اُٹھائی جانے والی ہیں۔ اور ہمارے میناروں سے خدائے واحد کے حکم کے مطابق محبت کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 17 / جون 2005ء از خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 360)

اب آئیں دیکھیں کہ وہ کون سے امور اور آداب ہیں جن کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے اور وہ کون سے مناہی ہیں جن سے رک کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی کا باعث بنا جا سکتا ہے۔

بیوت الذکر کی صفائی وستھرائی:

اپنے اس مضمون کے پہلے حصہ میں میں بیوت الذکر کی صفائی کے بارہ میں لکھنا چاہوں گا۔ گو اس بارہ میں کافی حصہ آیات قرآنیہ کی روشنی میں اُوپر بیان ہو چکا ہے۔ تاہم کچھ

مزید امور یہاں بیان کئے جا رہے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چونکہ مساجد کچی ہوتی تھیں۔فرش بھی پختہ نہ ہوتے تھے اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوکنے، ناک صاف کرنے، بلغم وغیرہ پھینکنے سے منع فرمایا۔مختلف مواقع پر صحابہؓ کو مساجد میں گند کو صاف کرنے کی تاکید فرمائی۔

مثلاً ایک موقعہ پر فرمایا

"مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو دبا دیا جائے بلکہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھی تو خود اسے کھرچ دیا۔"

(بخاری کتاب الصلوٰۃ کفارۃ البزاق فی المسجد)

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کئے گئے اچھے اور بُرے بھی اور اس کے بُرے اعمال میں سے یہ بھی ایک عمل نظر آیا کہ کوئی شخص مسجد میں بلغم پھینکے اور اسے لوگوں کی نظر سے اوجھل نہ کرے یعنی مسجد کو گندہ کرے۔"

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب النھی عن البصاق فی المسجد فی الصلوٰۃ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مسجدیں اس لئے نہیں کہ ان میں پیشاب کیا جائے ،تھوکا جائے یا کوئی گند وغیرہ پھینکا جائے یعنی مسجدوں کو ہر قسم کی گندگی سے پاک وصاف رکھنا چاہئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن کریم کے پڑھنے کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں۔"

(مسلم کتاب الطہارۃ باب وجوب غسل البول)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرا کروتو وہاں کچھ کھا پی لیا کرو۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ! یہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مساجد جنت کے باغ ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہؐ! ان سے کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر پڑھنا۔"

(ترمذی کتاب الدعوات، باب حدیث فی اسماء الله الحسنی مع ذکر ھا تماما)

پھر ایک اور روایت میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب کوئی قوم مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور باہم درس وتدریس کے لئے بیٹھی ہوتو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ رحمتِ باری ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو اپنے جلو میں لے لیتے ہیں۔"

(الترمذی، کتاب القرء ات ، باب ماجاء ان القران انزل علی سبعة احرف)

بیوت الذکر کی صفائی کے حوالہ سے ایک بہت ہی اہم بات جو ہمارے مدنظر رہنی چاہئے وہ یہ کہ یہ اللہ کے گھر ہیں۔ ہم اس کے مکین بھی ہیں اور مہمان بھی۔ اس کی صفائی کی طرف توجہ ہم سب کا سانجھا کام ہے۔

اگر کوئی ایسی چیز پڑی دیکھیں جو ہماری آنکھوں کو بھلی نہ لگے جیسے کوئی کاغذ پڑا ہے۔ چھوارے کی گٹھلی ہے تو اُسے اُٹھا دیں۔ اس امر کا انتظار نہ کریں کہ خادم بیت الذکر ہی اُٹھائے گا۔

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسجد کی دیوار پر لگی بلغم کو خود اپنے مبارک ہاتھوں سے کھرچ دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک بدو کے مسجد میں پیشاب کرنے پر پانی منگوا کر خود اس جگہ کو دھلوا دیا تھا۔

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ہم سب کو بیوت الذکر کی صفائی وستھرائی کا خیال رکھنا چاہئے۔

حضرت عمرؓ کا ایک قول بہت مشہور ہے کہ

"اگر خلافت کا بھار میرے پر نہ ہوتا تو میں مسجد کا خادم بنتا، صفائی کرتا، روشنی کے لئے دیئے جلاتا اور نمازیوں کی سہولت کا موجب بنتا۔"

بیوت الذکر میں بدبو اور عفونت کو دُور کرنے کے لئے خوشبو (اگر بتی) لگانی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"مساجد کو صاف رکھو اور اس میں عود وغیرہ جلاتے رہو۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 170)

ہماری بیوت الذکر میں تربیتی اجلاسات بھی ہوتے ہیں۔ اجتماعات منعقد کروائے جاتے ہیں۔ جن میں جماعت کے اجلاسات کے ساتھ ساتھ ذیلی تنظیموں کے اجلاسات، واقفین نو کے اجتماع وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جن میں شہر کے دور دراز جگہوں سے یا ضلع بھر سے دوست شامل ہوتے ہیں اور ایسے مواقع پر تواضع کی جاتی ہے۔ ان کو کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔ جس سے طبعاً گندگی پھیلنے کا امکان ہوتا ہے۔ ایسے مواقع پر اُن تمام امور کو مدنظر رکھا جائے جن کا تعلق صفائی سے ہے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ یورپین ممالک میں Rubbish کو بڑے بڑے شاپنگ بیگ

میں اکٹھا کرلیا جاتا ہے اور گندگی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں بھی Rubbish کو Dust Bin میں پھینکنے کا رواج ڈالنے کی ضرورت ہے۔

ہماری بیوت میں نکاحوں کا بھی اعلان ہوتا ہے اور اس کے بعد چھوہاروں کی تقسیم میں بچے بالخصوص بیت الذکر کے تقدس کو مدنظر نہیں رکھ پاتے اور کھینچا تانی دیکھنے میں آتی ہے اور کھا کر گٹھلی وغیرہ کو بیت الذکر کے ہال میں بھی پھینک دیتے ہیں۔ جس سے صفائی متاثر ہوتی ہے۔ چھوہاروں کی تقسیم بیوت الذکر کے باہر ہونی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ، برموقع افتتاح بیت الفتوح کے موقع پر بیوت کو صاف ستھرا رکھنے بارے جماعت کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

"حضرت سمرۃ بن جندب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے محلوں میں مسجدیں بنائیں اور ان کو پاک صاف رکھیں۔"

(مسند احمد بن حنبل جلد 5)

تو (بیت) کی صفائی کا بھی بہت خیال رکھنا چاہئے۔ (بیت) کی صفائی کے ضمن میں ایک حدیث آتی ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا۔

"میرے سامنے میری اُمت کے اجر پیش کئے گئے یہاں تک کہ وہ خس وخاشاک بھی اجر کا باعث ہے جسے ایک شخص مسجد سے باہر پھینکتا ہے۔"

(بیت) کی صفائی کے لئے اگر کوئی تنکا بھی اٹھا کر باہر پھینکتا ہے تو اس کا بھی اجر ملتا ہے۔

پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس شخص نے مسجد سے تکلیف دینے والی چیز نکالی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد، باب تطهير المساجد وتطييبها)

پس اس (بیت) میں بھی، دنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ کی (بیوت) ہیں ہمیں ان کی صفائی کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔ صرف یہ نہیں کہ بنالی ہے اور اس کے بعد اس کی صفائی اور Maintenance کی طرف توجہ نہ کی۔ بلکہ بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اور ہماری (بیوت) کی صفائی کے معیار بہت بلند ہونے چاہئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بعض اوقات گند دیکھ کے خود بھی صفائی کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ تو جماعتی نظام کو اس طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ جمعہ 03/اکتوبر 2003ء از الفضل انٹرنیشنل 28/نومبر تا 04/دسمبر 2003ء)

بیوت الذکر کی صفائی ایک بہت بڑا اعزاز ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ کی تفسیر میں فرمایا:

"اس میں تمام بنی نوع انسان کو صفائی اور پاکیزگی کی تعلیم دی گئی ہے اور اس کے لئے بیت اللہ کو نمونہ قرار دیا ہے۔ فرمایا ہر گھر پاک وصاف ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے خانہ خدا کی خدمت کرنے والے کو ایسا اعزاز بخشا ہے کہ اس سے بڑا اعزاز کسی مقام کی صفائی کرنے والے کو نہیں دیا گیا۔ خادمِ خانہ خدا کا اتنا عظیم الشان مقام ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام جو نبی تھے۔ ان سے خدا نے عہد لیا کہ وہ بیت اللہ کو پاک اور صاف رکھیں۔

جماعت احمدیہ کے افراد کو اس عمل میں اصلاح کی بہت ضرورت ہے جماعت کے بیوت غریبانہ تو ہو سکتے ہیں۔لیکن صفائی کے معیار کے لحاظ سے ان پر انگلی نہیں اٹھنی چاہئے۔ یہاں بیوت سے مراد خانہ ہائے خدا ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 07/اگست 1987ء از ضمیمہ مصباح ربوہ اگست 1987ء)

ٹورنٹو کینیڈا کی بیت الذکر میں آداب بیوت الذکر پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جو تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس میں بیت الذکر کی صفائی ستھرائی کا ذکر کرتے ہوئے خاندانوں کو وقار عمل کرنے کی یوں تلقین فرمائی:

"اس بات کو معمولی نہ سمجھیں۔ بیت الذکر کی صفائی کرنا بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔اگر خاندان مل کر بیت الذکر کی صفائی کا پروگرام بنائیں تو یہ بڑے وقار کی بات ہوگی۔"

(الفضل 25/اکتوبر 1992ء)

باتھ روم کی صفائی:

باتھ رومز بھی Public Places میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ان کی صفائی کے لئے انتظامیہ تو کوشش کرتی رہتی ہے۔تاہم بار بار پیشاب وغیرہ کرنے سے بُو پھیل جاتی ہے۔آج کل اکثر و بیشتر جگہوں پر فلش سسٹم کا انتظام ہے جس میں ہر دفعہ استعمال کے بعد پانی کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔ورنہ تعفن اور بُو نمازیوں کے لئے تکلیف کا موجب بنتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بیوت الذکر کی صفائی کے حوالہ سے ایک اور موقعہ پر یوں نصیحت فرماتے ہیں۔

"صفائی کے ضمن میں ایک انتہائی ضروری بات جو جماعتی طور پر ضروری ہے وہ ہے جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنا۔ اس کا پہلے میں ذکر کر چکا ہوں۔ اس کا باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے اور خدام الاحمدیہ کو وقارِ عمل بھی کرنا چاہئے اور اگر عمارت کے اندر کا حصہ ہے تو لجنہ کو بھی اس میں حصہ لینا چاہئے اور اس میں سب سے اہم عمارات (بیوت الذکر) ہیں۔ (بیوت الذکر) کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہئے، خوبصورت بنانا چاہئے۔ اور اس کے ساتھ ہی (بیت الذکر) کے اندر کی صفائی کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہئے۔ چند سال پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بڑا تفصیلی خطبہ اس ضمن میں دیا تھا اور توجہ دلائی تھی۔ کچھ عرصہ تک تو اس پر عمل ہوا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس پر توجہ کم ہوگئی۔ خاص طور پر پاکستان اور ہندوستان میں (بیت الذکر) کے اندر ہال کی صفائی کا بھی باقاعدہ انتظام ہو، تنکوں کی وہاں صفیں بچھی ہوتی ہیں۔ صفیں اُٹھا کر صفائی کی جائے، وہاں دیواروں پر جالے بڑی جلدی لگ جاتے ہیں، جالوں کی صفائی کی جائے۔ پنکھوں وغیرہ پر مٹی نظر آرہی ہوتی ہے وہ صاف ہونے چاہئیں۔ غرض جب آدمی (بیت الذکر) کے اندر جائے تو انتہائی صفائی کا احساس ہونا چاہئے کہ ایسی جگہ آگیا ہے جو دوسری جگہوں سے مختلف ہے اور منفرد ہے اور جن (بیوت الذکر) میں قالین وغیرہ بچھے ہوئے ہیں وہاں بھی صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔ لمبا عرصہ اگر صفائی نہ کریں تو قالین میں بُو آنے لگ جاتی ہے، مٹی چلی جاتی ہے۔ خاص طور پر جمعے کے دن تو بہرحال صفائی ہونی چاہئے۔ اور پھر حدیثوں میں آیا ہے کہ دھونی وغیرہ دے کر ہوا کو بھی صاف رکھنا چاہئے۔ اس کا بھی باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 2004ء از خطبات مسرور 2004ء صفحہ 272)

دنیاوی وجاہت کے حامل افراد کو خانہ خدا کی صفائی کے لئے ایک دن وقف کرنے کی تحریک:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ 07/اگست 1987ء کو دنیاوی وجاہت کے حامل افراد کو بیوت الذکر کی صفائی کے لئے باری باری ایک دن وقف کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

"ملت واحدہ بنانے کے لئے خانہ ہائے خدا کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے وہ لوگ جن کو دینوی عزت و وجاہت عطا کی گئی ہے انہیں خانہ ہائے خدا کی صفائی میں ذاتی حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اسے اعزاز سمجھتے ہوئے باری باری ایک ایک دن وقف کرنا چاہیے کہ آج ہم خانہ خدا کی صفائی کریں گے اور ابراہیمی سنت کو زندہ کریں گے۔"

(ضمیمہ مصباح ربوہ اگست 1987ء صفحہ 8)

خانہ ہائے خدا کی صفائی روحانی حالت میں ترقی کا موجب ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

"خانہ ہائے خدا کی صفائی کے ساتھ جماعت کا بھی گہرا تعلق ہے۔ جو جماعتیں خانہ ہائے خدا کی صفائی کی طرف توجہ دیتی ہیں۔ ان کی روحانی حالت بھی بہتر ہوتی جاتی ہے۔ اور جو ان سے غافل ہو جاتی ہیں۔ ان میں پراگندگی آجاتی ہے۔ ان کے دل پھٹ

جاتے ہیں۔ اس لئے ہر جگہ خانہ ہائے خدا کے معیار صفائی کو بلند کرنے کی کوشش کریں تو جماعت کی حالت پر بہت اثر پڑے گا۔"

(خطبہ جمعہ 07 راگست 1987ء از ضمیمہ مصباح ربوہ اگست 1987ء صفحہ 8)

نمازیوں کو اپنی صفائی رکھنے کی ہدایت:

اب مضمون کے دوسرے حصہ میں قرآن واحادیث اور سنت نبوی کی روشنی میں ان آداب وامور کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو ایک نمازی کو بیت الذکر میں حاضر ہوتے وقت سامنے رکھنے چاہئے کیونکہ یہ امر اس کے پیش نظر رہنا چاہئے کہ بیت الذکر مومنین کے اکٹھے ہونے کی اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور مناجات کرنے کی جگہ ہے۔ اس لئے اس کا ہر فعل اور اس کی ہر حرکت بیت الذکر میں موجود مومنین اور نمازیوں کے لئے سکینت اور طراوت کا باعث بنی چاہئے۔

ا۔ اس لئے بیت الذکر میں پاک صاف ہوکر، صاف ستھرے دُھلے ہوئے کپڑے پہن کر، باوضو ہوکر اور اگر خوشبو میسر ہو تو لگا کر آنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ الاعراف آیت نمبر 32 میں "خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ" کے الفاظ میں ان امور کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہٗ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں۔

"اے بنی نوع انسان! ہر نماز کے وقت زینت کا خیال رکھا کرو۔ اسی لئے شریعت نے حکم دیا ہے کہ نماز سے پہلے وضو کیا جائے۔ صاف ستھرے کپڑے پہنے جائیں۔ کوئی بُودار

چیز نہ کھائی جائے۔"

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 367)

ابوداؤد کی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جو شخص خوب پاک صاف ہو کر مسجد کی طرف جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ایک نیکی لکھتا ہے۔ ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے۔

بعض احباب کا پسینہ بدبودار ہوتا ہے اور وہ ذرا سا مشقت کا کام کر لیں تو بدبو کے بھبکے اُن سے اُٹھتے ہیں۔ جس سے ماحول متعفن ہوتا ہے اور ساتھیوں کی نماز خراب ہوتی ہے۔ ایسے دوست احباب کو خوشبو کا استعمال کثرت سے کرنا چاہئے یا کوشش کر کے نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر آنا چاہئے۔

آج کل بالخصوص سردیوں کے موسم میں ہماری نوجوان نسل جوگر کا استعمال بہت کرتی ہے جس میں جرابوں کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔ اور ان جوگر سے جرابوں میں بہت جلد بُو پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے نوجوانوں کو روزانہ صاف ستھری دُھلی ہوئی جرابیں پہننی چاہئیں تا جب وہ بیوت الذکر میں نماز پڑھنے جائیں تو بدبو کا احساس نہ ہو اور بیت الذکر میں موجود بزرگوں اور نمازیوں سے دُعائیں لیں۔ اگر وہ گندی بدبودار جرابوں کے ساتھ بیت الذکر میں آئیں گے تو جہاں فضا متعفن ہوگی وہاں صفوں اور دریوں سے بھی بدبو آنی شروع ہو جائے گی۔ جس سے نہ نمازی کو لذت اور سرور آئے گا نہ ہی وہ عرفان حاصل ہوگا جو نماز میں ملا کرتا ہے۔ آج کل گھروں میں آسودگی کے پیش نظر قریباً ہر فرد کے پاس جرابوں کے دو دو تین تین جوڑے ہیں۔ ایک کو روزانہ دھو لیا جائے اور دوسرے دھلے ہوئے جوڑے کو پہننے کی عادت اپنانی چاہئے۔ مجھے یاد ہے کہ آج سے تیس سال قبل جامعہ احمدیہ کی تدریس کے دوران

حضرت میر داؤد احمد صاحب مرحوم پرنسپل جامعہ احمدیہ طلبہ کو ان الفاظ میں نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

"رات کو جرابیں دھوڈالو اور صبح بوٹ پالش کرو کیونکہ جتنی جرابیں زیادہ دھوؤ گے اور جوتے جتنے زیادہ پالش کرو گے اُن کی عمر بڑھے گی۔"

مجھے بڑا تعجب آتا ہے کہ جب مائیں اپنے بچوں کو بستر میں جانے سے قبل جرابیں اُتارنے اور پاؤں دھونے کی تلقین کرتی ہیں تا سردیوں میں لحافوں میں بُو نہ پڑے۔ بیوت الذکر کے لئے بھی ماؤں کو چاہئے کہ وہ بچوں کو اس طرف توجہ دلاتی رہیں کیونکہ گھر بھی تو ایک قسم کی منی پبلک پلیس (Mini Public Place) ہے اور پہلی درس گاہ بھی ہے۔ اس کی صفائی ستھرائی میں گھر کا ہر فرد حصہ دار ہوتا ہے۔

پھر مائیں بچوں کو اسکول بھجوانے سے قبل اُن کی صفائی کا پورا خیال رکھتی ہیں۔ Rules & Regulations کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ کپڑے صاف ہوتے ہیں۔ جوتی پالش کی جاتی ہے۔ Neck Tie تک لگائی جاتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح کی تیاری اللہ کے گھر آنے کے لئے بھی کرنی چاہئے۔ ہم بالعموم میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ ایک معزز شخص کے گھر نہیں جاتے تو پھر اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور کیسے حاضر ہوں۔ بالخصوص جمعہ کے روز جب ایک بہت بڑی Gathering بیت الذکر میں ہوتی ہے۔ بدنی صفائی کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔

مؤطا کی روایت ہے کہ تم میں کسی پر کیا حرج ہے کہ وہ اپنے کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے جمعہ کے لئے بنالے۔

(مؤطا باب الھئیۃ ۔۔۔۔۔۔ یوم الجمعۃ)

اس ارشاد سے بدنی صفائی اور کپڑوں کی صفائی کا اصول نکھر کے سامنے آجاتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بیوت الذکر میں جسمانی و بدنی صفائی کو کس حد تک پسند فرماتے تھے۔

اور اگر انسان ویسے ہی صاف ستھرا رہے، روزانہ نہا کر صاف ستھرا لباس اس نیت سے پہنے کہ میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف رہنے کا حکم دیا ہے تو پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صاف ستھرا رہنے کی مماثلت کے ساتھ نیک نیتی کا بھی ثواب ملے گا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں جارہے تھے۔ ایک صحابیؓ کے پاس رُکے جس نے اپنے کمرے میں سوراخ بطور روشن دان رکھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی تو صحابیؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! عرب صحرا ہے اور ریت گرم ہو جاتی ہے۔ دوپہر کو ٹھنڈی ہوا میں ذرا استا لیتا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کیا ہی اچھا ہوتا آپ یہ نیت کر لیتے کہ آذان کی آواز آئے گی۔ میں نماز پڑھ لیا کروں گا تو آپ کو اس نیک نیت کا ثواب بھی مل جاتا۔ ٹھنڈی ہوا تو آنی ہی ہے۔

متعدی بیماری والے شخص کو ہدایت:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے متعدی مرض والے شخص کو بیت الذکر میں جن امور کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے یوں توجہ دلائی۔

"اس کے علاوہ ایسے لوگ جن کو کوئی ایسی مرض ہے جو دوسروں کو لگ سکتی ہے تو ان کو چاہئے کہ بیت الذکر میں آتے ہوئے اپنا موٹا کپڑا ساتھ لے کو آئیں۔ مثلاً بعض لوگوں کے

ماتھے پر ایگزیما ہے۔ وہ سجدہ کریں گے تو بیت الذکر میں ایگزیما کے جراثیم رہ جائیں گے جو دوسروں کو آسانی سے لگ سکتے ہیں۔ بعض لوگوں کے ہاتھوں یا جسم پر ناسور ہوتے ہیں جو رِس رہے ہوتے ہیں۔ اب یہ تو حکم ہے کہ گندے ہاتھوں والے کا ہاتھ تکبر سے نہ جھٹکو مگر ساتھ ہی ایسے ہاتھوں والوں کا بھی فرض ہے کہ اپنی بیماری کو دوسروں تک منتقل نہ کرے۔ شائستہ اور مہذب قومیں اپنی بیماریوں کو پھیلایا نہیں کرتیں۔ جاپان میں یہ دستور ہے کہ جس کو زکام ہو وہ ناک اور منہ پر ایک سفید کپڑا باندھ لیتا ہے۔"

(الفضل 25/ اکتوبر 1992ء)

پیاز اور لہسن جیسی بدبودار سبزی کھا کر آنے کی ممانعت:

بیت الذکر میں لہسن، پیاز اور منہ میں بدبو پیدا کرنے والی دیگر سبزیاں جیسے مولی وغیرہ کھا کر آنے کی ممانعت ہے۔ اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"جو شخص پیاز، لہسن یا کوئی بدبودار سبزی کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آیا کرے کیونکہ فرشتوں کو بھی اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔"

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب نھی اکل الثوم)

ہاں اگر پکا کر بوائل کر لی ہو تو کھا کر آنے میں کوئی حرج نہیں۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اکل الثوم)

ہمارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب کو ان الفاظ میں

نصیحت فرمائی۔

" کہ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ (بیوت الذکر) میں تقویٰ کی زینت کے ساتھ جایا کرو۔ (بیت الذکر) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے۔ ان میں انہی نیک مقاصد کی ادائیگی ہونی چاہئے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ ظاہری صفائی کا خیال رکھنے کا بھی حکم ہے۔ صاف ستھرا لباس ہو، گندی بدبو نہ آتی ہو۔

روایتوں میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لہسن پیاز وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ آیا کرو تا کہ ساتھ کھڑے ہوئے مومن جو پوری توجہ سے نماز پڑھنا چاہتے ہیں ان کی نماز میں خلل نہ ہو، ان کی توجہ نہ بٹے۔

بلکہ آپؐ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ یہ کھا کر مسجد کے قریب بھی نہ آؤ کیونکہ فرشتوں کو بھی اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے کچا لہسن یا پیاز کھا کر (بیت الذکر) میں نہیں آنا چاہئے۔

پھر زینت ظاہری کے بارہ میں اور نماز میں توجہ رکھنے کی وجہ سے وضو کا بھی حکم ہے۔ اس سے ایک تو صفائی پیدا ہوتی ہے دوسرے ذرا آدمی Active ہو جاتا ہے وضو کرنے سے اور توجہ سے نماز پڑھتا ہے اور خاص طور پر جمعہ کے دن تو نہا کر آنے کو پسند کیا گیا ہے۔ تو بہر حال مقصد یہ ہے کہ ظاہری طور پر بھی صفائی کا خیال رکھو تو روح کی بھی صفائی کی طرف توجہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ بھی دل میں پیدا ہوگا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 03/اکتوبر 2003ء از الفضل انٹرنیشنل 28/نومبر تا 04/دسمبر 2003ء)

بیوت الذکر میں داخلے کے وقت کے آداب:

نمازی کو اللہ تعالیٰ کے گھر میں آتے وقت اپنی چال کو مہذبانہ رکھنا چاہئے۔ دھیرے دھیرے تحمل کے ساتھ بیت الذکر کی طرف اپنے قدم بڑھانے چاہئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے زمین پر قدم مارتے ہوئے جانے کو ناپسند فرمایا ہے اور وقار اور آرام سے چل کر آنے کی تلقین فرمائی ہے۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب ایتان الصلوٰۃ بوقار وسکینۃ)

دیکھا گیا ہے کہ بعض دوست پہلے گھریلو کاموں میں مصروف رہتے ہیں یا کاروبار میں مشغول اور جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو جلدی جلدی وضو کر کے تیز قدموں کے ساتھ بیت الذکر کی طرف بڑھتے ہیں یوں لگتا ہے کہ وہ زمین کو پھاڑ کر گزر رہے ہیں اور جب رکعت گزر رہی ہوتی ہے اور حالت رکوع میں امام کو دیکھتے ہیں یا رکوع کے قریب دیکھتے ہیں تو زمین پر اپنے قدموں سے آواز پیدا کرتے ہوئے نماز میں شامل ہوتے ہیں اور امام کو یہ تأثر دے رہے ہوتے ہیں کہ انتظار کرو رکوع ذرا لمبا کرلو۔ ہم آرہے ہیں اور یوں زمین سے پیدا ہونے والی آواز سے نمازیوں کا دھیان بھی بٹ رہا ہوتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ

جب تم کسی کو بیت الذکر میں عبادت کی غرض سے جاتے ہوئے دیکھو تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو۔ مومن امن کا پیغامبر بھی ہوتا ہے اور امن کا پیغام اس کے تحمل سے چلنے سے، سنبھل کر اور دھیرے دھیرے چلنے میں بھی دوسروں کے لئے ہے۔

پس بیوت میں آتے وقت پورے وقار اور تحمل کو ملحوظ رکھیں دوڑ کر یا تیز قدم چل کر نماز میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔

بیت الذکر میں دائیاں پاؤں پہلے رکھے:

بیت الذکر میں داخل ہوتے وقت دائیں پاؤں کو ترجیحاً بیت الذکر میں رکھے اور نکلتے وقت بائیاں پاؤں باہر نکالے۔

بیت الذکر میں داخل ہوتے وقت کی دُعا:

ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ دعا سکھلائی

بِسْمِ اللّٰہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے رسول پر سلامتی بھیجتے ہوئے (میں بیت الذکر میں داخل ہوتا ہوں/ ہوتی ہوں) اے میرے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے۔

اور باہر نکلتے وقت "اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" کی جگہ "اَبْوَابَ فَضْلِکَ" پڑھ کر فضل کے دروازے اپنے پر کھلنے کے لئے دُعا کرے۔ آمین

(مسند احمد حدیث فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب مایقول عند دخولہ المسجد)

السلام علیکم کہنا:

بیت الذکر میں داخل ہوتے اور بیت الذکر سے نکلتے وقت حاضرین کو السلام علیکم کہے۔ترمذی کی روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے گزرے عورتوں کی جماعت وہاں بیٹھی تھی آپؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے سلام کیا۔

ہاں اگر نماز باجماعت پڑھی جارہی ہو یا خطبہ ہو رہا ہو تو باآواز بلند سلام کہنے سے پرہیز کرنا چاہئے تاکہ نماز میں یا خطبہ میں خلل نہ ہو ہاں دھیمی آواز میں زیرلب کہہ دے یوں سنت رسول پر بھی عمل ہو جائے گا اور فرشتے سلام کا جواب بھی دے دیں گے۔

تحیۃ المسجد:

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ آپؐ مسجد میں داخل ہو کر دو نفل ادا فرماتے۔

"حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ نہ بیٹھے جب تک دو رکعت نفل نہ پڑھ لے۔"

ان نوافل کو "تحیۃ المسجد" کہا جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذادخل المسجد فلیرکع رکعتیں)

بیوت الذکر میں سر ڈھانپ کر آنا:

نماز کے لئے سر کو ڈھانپنا بہتر ہے آج کل اس کا رواج بالخصوص نوجوانوں میں کم ہو رہا ہے۔ اللہ کے حضور ہم جھکنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں، مؤدب ہونا ضروری ہے اور

مؤدب ہونے کا ایک قرینہ سر کو ڈھانپنا ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ ایک طالب علم جب اپنے سکول کے ہیڈ ماسٹر یا کالج کے پرنسپل یا ماتحت اپنے افسر کے دفتر میں جانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اندر جانے سے قبل اپنے کپڑے درست کرتا ہے اپنے بالوں کو بھی صحیح کرے گا۔

بیت الذکر بھی تو تمام بادشاہوں کے بادشاہ کا گھر ہے، اس کا دفتر ہے۔ اس میں حاضری سے قبل اپنے آپ کو مؤدب کرنا ضروری ہے اور سر کو ڈھانپنا ان آداب میں سے ایک ادب ہے۔

اوّل تو ہر وقت سر ڈھانپنا بہتر ہے تاہم نماز کے ارادہ سے اگر گھر سے نکلے ہیں تو سر ڈھانپ کر ورنہ کپڑے کی ہلکی سی ٹوپی سلا کر جیب میں رکھ لینا بہتر ہے بوقت ضرورت استعمال میں لے آئے۔ گاڑی والے دوست تو ایک ٹوپی بآسانی گاڑی میں رکھ سکتے ہیں۔ ننگے سر نماز پڑھنے بارے فقہ احمدیہ میں لکھا ہے۔

"اسلام نے پسند کیا ہے کہ نماز وغیرہ کے مواقع پر سر پر ٹوپی یا پگڑی رکھی جائے سر ننگا نہ ہو۔"

(فقہ احمدیہ جلد اول صفحہ 66)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ٹورنٹو کینیڈا کی بیت الذکر کے افتتاح کے بعد 23 / اکتوبر 1992ء کے خطبہ جمعہ میں بیوت الذکر کے آداب پر ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا اور بیوت الذکر کے آداب واقدار پر نہایت بصیرت افروز ارشادات فرمائے۔ بیوت الذکر میں ٹوپی پہن کر جانے کا فلسفہ یوں بیان فرمایا:

"یورپ کے رہنے والے جب مغرب میں ٹوپی پہننے کی اقدار کا سامنا کرتے ہیں تو اس کی پوری پابندی کرتے ہیں مثلاً کمرہ عدالت میں کرسی عدالت پر جج ہمیشہ سر کو ڈھانپ کر

بیٹھتا ہے۔ اور حاضرین میں سے کسی کی مجال نہیں کہ جج کے سامنے ٹوپی پہن کر بیٹھے۔ یہ مغرب کا دستور ہے۔ ہمارے بچوں کو یہ خیال کیوں نہیں آتا کہ یہاں پر ٹوپی پہننے کے آداب کی کیوں پابندی ضروری ہے؟ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ ٹوپی عزت کا ذریعہ ہے۔ جج کے سامنے اس لئے ٹوپی پہننے سے روکا گیا ہے کہ اس سے عدالت عالیہ کی ایسی ہتک ہوتی ہے کہ گویا عدالت کے احترام میں کوئی اور بھی شریک ہو گیا ہے۔ تو بتانے کی بات یہ ہے کہ ٹوپی کا تعلق عزت سے ہے۔ اللہ نے اپنے حضور حاضر ہونے والوں کو ٹوپی پہننے کی ہدایت کر کے انہیں عزت بخشی ہے اور یہ سکھایا ہے کہ میرے سامنے عزت کا مقام پانا ہے تو عزت لے کر آؤ۔ اور دنیا کی سب تہذیبیں اس عزت کو تسلیم کرتی ہیں تو پھر کیوں مغربی تہذیب کے پیچھے چل کر اس کو تبدیل کیا جائے؟ خدا نے جو عزت دی ہے اس کو تو چوم کر سر ماتھے پر قبول کرنا چاہئے۔

میں جانتا ہوں کہ لوگ مجھے ملنے آتے ہیں تو اگر ان کے پاس ٹوپی نہیں ہے تو مانگ کر لاتے ہیں۔ یہ مانگی ہوئی ٹوپی فوراً نظر آجاتی ہے۔ کوئی کان پر لٹکی ہوئی ہے اور کوئی سر کی چوٹی پر ٹکی ہوتی ہے۔ تو ان لوگوں کا خیال یہی ہے کہ جس سے ملنے جائیں اس کے آداب بھی پورے کریں۔ یہی وہ خیال ہے جس کو ساری زندگی پر چھا جانے کی ضرورت ہے۔ ایک عام آدمی اور عارف باللہ میں یہی فرق ہے کہ عام آدمی بیت الذکر میں جا کر خدا کی حضوری کا جو تصور لیتا ہے اس کو وہیں چھوڑ کر باہر نکل جاتا ہے جبکہ عارف باللہ اس کو اپنا لیتا ہے اور ساری زندگی میں اس کو جاری کر لیتا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اُس عربی نصف مصرعہ کا ذکر فرمایا جو ایک نظم میں بار بار آتا ہے اور یہ نظم بھی جماعت احمدیہ میں بار بار پڑھی جاتی ہے یہ مصرعہ ہے

سبحان من یرانی

جس کا ترجمہ ہے پاک ہے وہ ذات جو مجھے دیکھ رہی ہے۔ یہ بہت گہرا احساس ہے یہ احساس کہ میں خدا کی نظر میں ہوں۔ یہ انسان کو ہر قسم کے گناہوں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کوئی مجرم یہ معلوم کر لے کہ جرم کرتے وقت وہ قانون کی نظر میں ہے تو شاید ہی کبھی وہ کوئی جرم کرنے کی جرأت کر سکے۔ اسی طرح عبادت کے وقت خدا کی حضوری کا خیال دل میں ہونا چاہیئے۔ مجھے اس حیثیت سے کوئی بھی مقام حاصل نہیں کہ میرے سامنے آئیں تو ٹوپی پہننے کے اخلاق پر عمل کریں یا بعض دیگر اخلاق کو اختیار کریں۔ اصل چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر وقت حاضر اور موجود رہنے کا خیال دل میں پیدا کریں۔ ایک عارف باللہ کو عبادت میں جو مزہ آتا ہے کہ جس کو تجربہ نہ ہو اس کے تصور میں بھی وہ لطف نہیں آسکتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ خدا کی حضوری کے اس تصور سے سرشار ہے۔ اسی تصور کو سمجھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے گہرا ذاتی تعلق قائم کرنا چاہیئے۔ یاد رکھیں جونہی یہ تصور آپ کے ذہن سے اُترا وہیں آپ کی عبادت کھوکھلی ہونی شروع ہو جائے گی۔ یہی تصور ہے جو نہ صرف جرائم سے بچاتا ہے بلکہ زندگی کے آداب سکھاتا ہے اور پھر ایک اور رنگ میں ڈھل کر یہ خوبصورت شکل اختیار کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے پیار کی نظر سے دیکھ رہا ہے۔ پھر یہ مطلب بنتا ہے کہ وہ میری حفاظت کر رہا ہے اور میں کلیتہً خدا کی نظر کے حصار میں چل رہا ہوں۔ من یرانی وہ مجھے دیکھتا ہے اس سے انسان کو ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ میں کوئی ایسی حرکت نہ کروں جو خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو۔ تب وہ مجھے پیار سے دیکھے گا اور میری حفاظت کرے گا۔ یہ وہ تصور ہے جس کا عبادات سے گہرا تعلق ہے یہ وہ راز ہے جس کے ساتھ تمام آداب وابستہ ہیں۔ یہ ایک مرکزی تصور ہے جو ادب کی جان ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تہذیب بہت آہستہ رفتار سے ترقی کرتی ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے جو دلوں کو بہت جلد

روشنی عطا کرتا ہے۔ جب بھی ہم اندھیروں میں جائیں تو اسی کے ذریعے سے واپس آسکتے ہیں۔ صرف عبادت کا ذکر نہیں خدا کی حضوری کے تصور کو زندہ رکھے بغیر کوئی مذہبی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہی بنیادی بات ہے کہ ٹوپی سر پر پہن کر عبادت کا مطلب یہ ہے کہ ہم کسی بہت ہی معزز اور اہم ہستی کے حضور حاضر ہونے جا رہے ہیں۔ باقی تمام مسائل بھی اسی بنیاد کے تحت آتے جاتے ہیں۔" (روزنامہ الفضل 25/ اکتوبر 1992ء)

اسلام کا کوئی بھی حکم حکمت سے خالی نہیں ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے 14 سو سال قبل سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی اور آج میڈیکل کی تحقیق کے مطابق سر کو ڈھانپ کر رکھنے سے ذہنی استعدادیں بڑھتی ہیں اور سوچ میں اضافہ ہوتا ہے۔

اُن کا کہنا ہے کہ سر کو Cover رکھنے سے سرگرم رہتا ہے جو خون کی گردش میں ممدّ ثابت ہوتا ہے اور دماغ کے ہر حصہ میں خون پہنچتا ہے جس سے دماغ تر و تازہ رہتا ہے اور سوچ و بچار میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ میڈیکل اصطلاح میں اسے Hypreamia بولتے ہیں۔

وقت کی پابندی:

بیت الذکر میں عبادت کے لئے آنے والوں کو نمازوں کے اوقات کی پابندی بھی کرنی ضروری ہے اور یہ آداب کا حصہ ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو 40 دن تک صحیح طرح باوضو ہو کر تکبیر تحریمہ سے قبل بیت الذکر میں آ کر نماز میں شامل ہوتا ہے اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اور جمعہ کے روز دونوں خطبے ایک سے ضروری ہیں اور عبادت کا حصہ ہیں۔

(فقہ احمدیہ جلد اول صفحہ 174)

صف بندی:

نماز باجماعت کی ادائیگی کے وقت صفوں کی درستگی کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ نماز کی تکمیل کے لئے یہ ایک لازمی جزو ہے۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کرتے تھے کہ

"تم اپنی صفوں کو برابر کرلو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے میں تغیر کردے گا۔"

(تجرید بخاری صفحہ 172)

بخاری کی روایت ہے کہ

"تمہیں اپنی صفیں سیدھی رکھنی چاہئیں ورنہ اللہ تعالیٰ (نتیجہ کے طور پر) تمہارے چہروں اور تمہارے دلوں میں اختلاف کا بیج ڈال دے گا۔"

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ الصفوف)

اسی طرح حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"صفوں کو درست کرو میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔"

(تجرید بخاری صفحہ 172)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں صفوں کی درستگی بارے اس قدر حسّاس تھے کہ صحابہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے۔ برابر ہوجاؤ اور جُدا جُدا مت ہو کہ تمہارے دل جُدا جُدا ہو جائیں گے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ الصفوف)

صفیں درست اور سیدھی رکھنے اور کندھے سے کندھا ملانے کے بارے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کثرت سے موجود ہیں۔ کسی کام کے لئے ترغیب دلانے کا ایک طریق ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ یہ احسن طریق صف بندی کی ترغیب دلانے میں بھی نظر آتا ہے۔

چنانچہ ابوداؤد کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ

"جو شخص صف کو ملائے گا اس کو اللہ تعالیٰ ملائے گا اور جو صف کو توڑے گا اللہ اس کو قطع کرے گا۔"

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ الصفوف)

بلکہ ایک موقعہ پر خالی جگہ میں شیطان کے جگہ پانے کے متعلق فرمایا کہ

"دو نمازیوں کے درمیان فاصلہ رہنے میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔"

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ الصفوف)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنے دور میں احباب جماعت کو اس طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ آپ عربی خطبہ کے بعد کھڑے ہو کر صفیں سیدھی کرواتے بلکہ مختلف صفوں سے دوست احباب کے ہاتھ بلند کروا کر پوچھا کرتے تھے کہ صفیں درست ہیں کوئی خلا تو نہیں۔ کیونکہ قوم کی پہچان انسانوں کے منظّم ہونے اور ترتیب سے کھڑے ہونے میں ہی ہے۔ ترتیب سے لگے درخت آنکھوں کو کتنے بھلے لگتے ہیں۔ مومن بھی تو باغ اسلام کے روحانی درخت ہیں جن کو پھول پھل لگتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ایک غیر از جماعت دوست

لاہور سے ربوہ زیارت مرکز کے لئے آئے۔ بہشتی مقبرہ دیکھ کر بے ساختہ کہنے لگے کہ جس قوم کے مُردے ترتیب سے پڑے ہوں اُن کے زندوں میں ترتیب کا کیا عالم ہوگا۔

صف امام کے پیچھے سے بنتی ہے یعنی امام کے پیچھے پہلے نمازی کھڑے ہوں اور دونوں اطراف کے پلڑے برابر ہونے چاہئے۔ گو داہنی طرف صف میں کھڑے ہونے والے نمازی خدا تعالیٰ کی رحمت کے زیادہ مستوجب ہوتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کی داہنی طرف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ الصفوف)

لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تمام صفوں کے داہنے طرف صف بنائی جائے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت کا زیادہ نزول اس طرف ہو رہا ہوتا ہے۔ صف بندی میں اس امر کو مدنظر رکھا جائے کہ پہلے پہلی صف کو مکمل کیا جائے پھر دوسری اور پھر تیسری اور علیٰ ھذا القیاس اور دونوں اطراف برابر ہوں۔

بالعموم یہ دیکھا جاتا ہے کہ دوست احباب اپنی سہولت کے پیش نظر امام کے دائیں اور بائیں صف بندی کر لیتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کو اپنی طرف بلانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ دونوں کو امام کی طرف اپنے قدم بڑھا کر صف برابر کر لینی چاہئے۔

☆ صفیں بناتے اور سیدھی کرتے وقت یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ لوگ پاؤں کے پنجوں کو ملا کر صف برابر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ پاؤں چھوٹا بڑا ہونے کی بناء پر صف برابر نہیں ہو سکتی جب تک ایڑھی کو صف کے کنارے پر نہ رکھا جائے۔ اس لئے صف سیدھی بنانے کے لئے احباب کو پاؤں کی ایڑھیوں کو صف کے کنارے برابر میں رکھنی چاہئے اور یوں کندھے سے کندھا ملانے کے ارشاد کی بھی تعمیل ہو جاتی ہے۔

☆ آج کل بعض دوست بامر مجبوری نماز میں کرسیوں کا استعمال کرتے ہیں اور وہ اپنی کرسی کی اگلی دو ٹانگوں کو صف کے کنارے پر رکھ دیتے ہیں اور یوں پچھلی صف میں خلا پیدا ہو جاتا ہے اور نمازی کے لئے سجدہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے کرسی کی پچھلی دو ٹانگوں کو صف کے کنارے پر رکھ کر بیٹھنا چاہئے اور یوں کندھے سے کندھا ملا کر رکھنے کا ارشاد بھی مدنظر رہتا ہے۔

بامر مجبوری کرسی استعمال کرنے والے احباب میں ایک طبقہ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے جو سجدہ وغیرہ زمین پر بیٹھ کر نہیں کر سکتے لیکن کھڑے ہو کر امام کے ساتھ سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ رکوع اور قیام بھی کرتے ہیں وہ بالعموم کرسی کی اگلی ٹانگوں کو صف کے کنارے رکھ کر نماز پڑھتے ہیں تا قیام کی حالت میں صف سیدھی رہے۔ ایسے دوستوں کو چاہئے کہ وہ اپنی کرسی کو صف کے دائیں یا بائیں اس جگہ پر رکھیں جہاں صف ختم ہو رہی ہو، تا پچھلی صف میں نمازی کو سجدہ میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک موقعہ پر صف بندی کا حکیمانہ فلسفہ یوں بیان فرمایا:

"پھر یہ حکم ہے کہ صفیں ٹھیک کرو۔ اگر صفیں درست نہ ہوں تو یہ بھی بے پرواہی کی علامت ہے جس عظیم وجود کے سامنے حاضر ہیں اس کی حضوری کا تقاضا ہے کہ صف بھی سیدھی ہو۔ کیونکہ اللہ نے جو اخلاق بیت الذکر میں اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے یہ وہی اخلاق ہیں جو دنیا میں بھی کامیابی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ یہ جو فرمایا ہے کہ صفیں سیدھی نہ ہوں گی تو دل ٹیڑھے ہو جائیں گے تو سوال یہ ہے کہ دل کا صفوں کے ٹیڑھے ہونے سے کیا تعلق ہے۔ اس پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جب دل ٹیڑھے ہوں گے ان میں

بے پرواہی کی کجی ہوگی تو صفیں ٹیڑھی ہو جائیں گی۔ تو مقصد یہ ہے کہ اگر دل کی چھپی ہوئی کجیاں سیدھی نہ کرو گے تو تمہاری ٹیڑھی صف یہ راز بتا دے گی کیونکہ سیدھی صف خدا کی حضوری اور عظمت کے عین مطابق ہے۔ پھر فرمایا کہ کندھے سے کندھے ملا کر کھڑے ہو۔ درمیان میں خلا نہ ہو۔ ورنہ شیطان درمیان میں آجائے گا۔ عام زندگی میں خلا بیچ میں آجائیں تو فتنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ اخوت ختم ہونے لگتی ہے۔ اس کا تعلق بھی دلوں سے ہے اگر آپ کو کسی سے محبت ہے تو آپ اس سے گرمجوشی سے گلے ملتے ہیں۔ فاصلے کم کرتے چلے جانا ہی پیار کی علامت ہے۔ ایک دوسرے میں جذب ہونے کا نام محبت ہے۔ جس کا اظہار اس فارسی شعر میں ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں تُو ہو گیا ہوں اور تُو میں ہو گیا اگر میں تن ہوں تو تُو میری جاں ہو گیا ہے۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں کوئی اور ہوں اور تُو کوئی اور ہے۔ اس شعر میں شاعر کا تصور گہری حقیقتوں پر مبنی ہے اور شاعر تبھی اچھا شاعر ہو سکتا ہے۔ جب اس کا تصور گہری حقیقتوں پر مبنی ہو۔ اور وہ سچائی میں ڈوب کر موتی لاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ صفوں کو سیدھا کر کے اور ساتھ ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا مطلب اللہ تعالیٰ کا یہ بتانا ہے کہ تُو ایک ہے اور تیری طرح ہم بھی ایک ہیں۔ اس طرح اللہ کے ادب میں ڈھل کر ایک حسین تصور قائم ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس میں تکبر کا شیطان داخل نہیں ہو سکتا وہ اس طرح سے کہ ہم خدا کے حضور اس طرح حاضر ہوتے ہیں کہ ہماری اپنی ذات کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔

چاند سورج سے چھوٹا ہے لیکن چاند کی کشش کا اثر سمندر کی لہروں پر ہوتا ہے۔ اور

سورج حالانکہ بڑا ہے اس کا ایسا اثر نہیں ہوتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ ہے کہ چاند نزدیک ہے۔ نزدیک چیزوں کا اثر ہوتا ہے۔ دور سے معمولی فاصلے ختم ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی بلندی سے دیکھیں تو انسان اور جانور یا عمارات کا باہمی فرق نظر آرہا ہوتا ہے لیکن ہوائی جہاز 40/30 ہزار فٹ کی بلندی پر چلا جائے زمین پر سب کچھ ایک ہی جیسا نظر آتا ہے۔ سب فاصلے ختم ہو جاتے ہیں۔ اس مثال سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ جب ہم رَبِّیَ اللّٰہُ کہتے ہوئے بہت بڑی اور عظیم ہستی کے سامنے جاتے ہیں۔ تو سارے فاصلوں کو مٹا دینا ادب سے گہرا تعلق رکھتا ہے ورنہ تکبر کا شیطان بیچ میں آجائے گا۔ اس کا عملی مظاہرہ یوں ہوتا ہے کہ اگر کوئی گندے کپڑوں والا شخص ساتھ کھڑا ہو جائے تو صاف ستھرے قیمتی کپڑے پہننے والے کو سمٹ کر کھڑا ہونے کی اجازت نہیں اس سے کندھا ملا کر کھڑا ہونے کا حکم ہے۔ چاہے کوئی کتنا ہی گندا کیوں نہ ہو۔ ہر حال میں اس کے ساتھ مل کر کھڑا ہونا ہے تا کہ ادب کا وہ تقاضا پورا ہو اور تکبر کا شیطان بیچ میں نہ آئے۔

لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ گندے کپڑے پہن کر بیت الذکر میں آجایا جائے۔ بیت الذکر میں صاف ستھرے کپڑے پہن کر ہی آنا ضروری ہے۔ بتانے والی بات یہ ہے کہ صفائی ستھرائی سے زیادہ ضروری بات ادب کا تقاضا پورا کرنا ہے۔"

(الفضل 25/ اکتوبر 1992ء)

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ آیۃ کریمہ "یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا" کی نہایت ہی لطیف تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

جب وفد حکومت یا کسی ادارہ کی نمائندگی میں کسی جگہ جاتا ہے تو وہ اپنے ادارہ کی یا اپنے شعبہ کی نمائندگی کر رہا ہوتا ہے۔ اس کے کپڑے صاف ستھرے ہوتے ہیں۔ آپ اسلام

کی نمائندگی میں خدا کے حضور حاضر ہونے کے لئے وفد کی صورت میں بیت الذکر میں حاضر ہیں اس لئے صف بندی درست ہو صاف ستھرے کپڑے ہوں۔ جوتا خیر سے آئیں وہ وقار وسکینت کے ساتھ وفد میں شامل ہوں۔ اس لئے کوشش کریں کہ اسلام اور احمدیت کی نمائندگی میں اپنی ساری نسل کو، اولاد کو اس روحانی وفد میں شامل کریں۔

حضور کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"وفد کا لفظ عربی زبان میں اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کوئی جماعت کسی بادشاہ کے سامنے اپنی حاجات لے کر پیش ہو اور نماز میں روزانہ پانچ وقت مسلمان اجتماعی طور پر اپنی اغراض لے کر خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ گویا وفد کے اندر جتنی باتیں ضروری ہوتی ہیں۔ وہ مسلمانوں کی نماز میں پائی جاتی ہیں وفد کا لفظ چاہتا ہے کہ جماعت ہو۔ وفد کا لفظ چاہتا ہے کہ اس جماعت کی کوئی غرض ہو اور پھر وفد کا لفظ اس بات کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ وفد میں شامل ہونے والوں کا اچھا لباس ہو۔ کیونکہ انہوں نے بادشاہ کے دربار میں پیش ہونا ہوتا ہے اور یہ ساری باتیں نماز میں پائی جاتی ہیں۔ نماز جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حاجات پیش کی جاتی ہیں اور پھر نماز کے متعلق یہ بھی حکم ہے کہ صاف ستھرے کپڑے پہن کر نماز پڑھنی چاہئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ (اعراف) اے بنی نوع انسان! ہر نماز کے وقت زینت کا خیال رکھا کرو۔ اسی لئے شریعت نے حکم دیا ہے کہ نماز سے پہلے وضو کیا جائے۔ صاف ستھرے کپڑے پہنے جائیں۔ کوئی بودار چیز نہ کھائی جائے۔ پھر جب نماز میں انسان کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ

عَلَیۡھِمۡ۔پس وفد کے طور پر پیش ہونے کی بہترین صورت نماز ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 367-368)

ایاز و محمود:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"حق اللہ میں بھی امراء کو دقت پیش آتی ہے اور تکبر اور خود پسندی ان کو محروم کر دیتی ہے۔ مثلاً نماز کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ان کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے اور اس طرح پر وہ حق اللہ سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ (بیوت الذکر) تو دراصل بیت المساکین ہوتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 368 جدید ایڈیشن)

اس طرح ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اہل اسلام کی وحدت اور اخوت پر ذکر ہوا کہ عیسائیوں نے بھی اس خوبی کو تسلیم کیا ہے کہ مسلمان لوگ جب مسجد میں داخل ہو جاویں تو اُن میں بادشاہ اور امیر و غریب کی کوئی تمیز نہیں رہتی اور کسی کو حق نہیں کہ کسی قسم کا امتیاز کرے، حالانکہ عیسائیوں کے گرجے اس سے محروم ہیں۔ خاص انگریزوں کے گرجوں میں عام عیسائی لوگ داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر گرجوں میں درجہ بدرجہ چوکیاں لگتی ہوتی ہیں۔اور رومن کیتھولک تو نشست گاہوں پر نام بھی لکھ دیتے ہیں۔

اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

"مسلمانوں کے معبد میں یہ ایک بے نظیر نمونہ ہے کہ سب کو یکساں نظر سے دیکھا جاتا

ہے۔ مولانا حکیم نورالدین صاحب نے عرض کی کہ ہماری (بیت الذکر) میں تو خود امام الوقت بھی مقتدی بن کر نماز پڑھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 169-170)

اسلامی معابد کی اس عظیم الشان خوبی اور حسن کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہٗ تحریر فرماتے ہیں۔

"پھر غریب اور امیر مسجد میں ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک جج اور ایک ملزم اور ایک جرنیل اور ایک سپاہی پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں اور کوئی شخص کسی دوسرے کو اُس کی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ انگریزوں کے گرجوں میں مختلف سیٹوں پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ جگہ فلاں لاٹ صاحب کے لئے ہے اور یہ فلاں خاندان کے لئے مخصوص ہے لیکن مسلمانوں میں اس قسم کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا کیونکہ مسجد میں اسلام نے ہر ایک کو برابر کا حق دیا ہے۔ میں جب عرب ممالک میں گیا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک مسجد کی ایک جہت میں ایک حجرہ بنا ہوا تھا۔ اور اس کے اردگرد کٹہرا لگا ہوا تھا۔ میں نے بعض لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ پُرانے زمانہ میں جب بادشاہ آتے تھے تو وہ اِس حجرہ میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور اس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ ایک دفعہ کوئی بادشاہ آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک جھاڑو دینے والا بیٹھ گیا۔ اُس کے نوکروں نے اُسے ہٹانا چاہا تو سب مسلمان اور قاضی پیچھے پڑ گئے اور انہوں نے کہا۔ یہ خدا کی مسجد ہے۔ یہاں چھوٹے اور بڑے کا کوئی سوال نہیں۔ مسجد میں اگر کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی بیٹھا ہو تو اس کے ساتھ اُس دن کا نومسلم جو خاکروبوں یا ساہنسیوں میں سے آیا ہو کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ چاہے وہ

بڑا آدمی بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ اس کو نہ اُٹھایا گیا۔ مگر بادشاہ پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ اُس نے جگہ بدل کر پیچھے کی طرف اپنے لئے حجرہ بنوالیا۔ میں نے جب یہ واقعہ سنا تو اپنے دل میں کہا کہ اسلام کے ایک حکم کی بے حرمتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آئندہ اس سے مسجد میں نماز پڑھنے کی توفیق ہی چھین لی۔ کیونکہ جس جگہ حجرہ بنایا گیا تھا وہ مسجد کا حصہ نہیں تھا۔ بہر حال اسلام نے مساجد میں بڑے اور چھوٹے کا کوئی امتیاز نہیں رکھا اور اس طرح بنی نوع انسان میں اُس نے ایک بے نظیر مساوات قائم کر دی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 24-25 زیر تفسیر آیت 26 سورۃ الحج)

اسلام کی اس تعلیم کا اور عرب ممالک میں اپنے ساتھ رونما ہونے والے واقعہ کا ذکر کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ ایک اور موقعہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"پھر اسلامی مساجد میں نماز ادا کرتے وقت کسی قومی و نسلی امتیاز کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ جب مسلمان اس حق میں مساوی ہیں۔ وہاں یہ قانون مقرر کر کے کہ مسجد میں ہر ایک برابر کا حقدار ہے انسانوں میں مساوات قائم کر دی۔"

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 293)

پھر فرمایا:

"بلکہ ایک موقعہ پر اس مثالی مساوات کے ذکر میں اس کی عظیم وجہ یہ بیان فرمائی کہ یوں امیر کو اپنے سے کم تر غریب کے ساتھ کھڑا ہو کر اس کی مدد کے لئے دل نرم ہوگا۔"

(خلاصہ مفہوم از تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 388)

پھر فرمایا:

"جنت کا ظل مسجد ہوتی ہے جس میں پانچوں وقت تمام مسلمان جمع ہو کر خدا تعالیٰ کے

سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے حالات سے بھی باخبر رہتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 165)

صف اوّل میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے:

صفوں کی درستگی میں اس امر کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ پہلے آنے والے دوست احباب کو پہلی صف میں بیٹھنا چاہئے کیونکہ پہلی صف میں بیٹھنے کا ثواب زیادہ ہے۔ جو زیادہ اللہ کے قریب ہوگا۔ اللہ بھی اس کے قریب ہوگا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

"اگر لوگ جان لیں کہ پہلی صف میں بیٹھنے کا کیا ثواب ہے تو پھر صف اول میں جگہ نہ پاتے ہوئے اس میں اگر قرعہ بھی ڈالا جائے تو ضرور قرعہ ڈالتے۔"

(بخاری کتاب الاذان باب الاستھام فی الاذان)

ایک اور ارشاد نبوی کے مطابق پہلی صف میں امام کے پیچھے سمجھدار اور بزرگ لوگ کھڑے ہوں فرمایا۔

"چاہئے کہ تم میں سے علم والے اور سمجھدار لوگ میرے نزدیک کھڑے ہوں پھر جو اُن سے قریب ہوں پھر جو اُن سے قریب ہوں۔"

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ بالصفوف)

پس اردو محاورہ "پہلے آئیں پہلے پائیں" کے مطابق اگلی صفوں میں بیٹھنا ثواب کا موجب ہے۔ اور یوں اگلی جگہ پُر ہوگی اور بعد میں آنے والے افراد کو پچھلی صفوں میں جگہ خالی

ملے گی اور وہ لوگوں کے کاندھے پھلانگ کر آگے جانے کی زحمت اور تکلیف سے بھی بچ سکیں گے۔ کیونکہ اس کی ممانعت حدیث میں موجود ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تخطی رقاب الناس یوم الجمعه)

مجھے یاد ہے اسلام آباد میرے قیام کے دوران ایک دفعہ ایک غیر از جماعت ملائشین دوست نماز جمعہ پڑھنے آئے۔ انہوں نے ایک دو دوستوں کو کاندھوں کو پھلانگتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اب ہمارے ساتھ بے شمار نو مبائعین بھائی بھی موجود ہیں۔ ان کے لئے نمونہ بننا ضروری ہے۔

پہلی صف میں بیٹھنے کو ترجیح دینے والوں کو ثواب بھی بڑا ملتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"جو شخص جمعہ کے روز سب سے پہلے آیا اور پہلی صف میں بیٹھا تو اس کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملے گا۔ دوسرے نمبر پر آنے والے کو گائے، پھر بکری، مرغی اور پھر آنے والا انڈے کی قربانی کے برابر ثواب پائے گا۔"

(مسلم کتاب الجمعة باب فضل التهجير يوم الجمعة)

پھر ایک دفعہ ایک صحابیؓ کوشش کر کے آگے آکر بیٹھے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ نے بھی اس سے پیار کیا۔"

نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت:

اس ادب کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

" حکم ہے کہ عبادت میں مصروف شخص کے سامنے سے نہیں گزرنا۔ اس کے بارے میں یہاں تک ارشاد ہے کہ اگر اتنے دن بھی کھڑے رہنا پڑے تو کھڑے رہو اور سامنے سے نہ گزرو۔ اس میں ایک سجدے کا فاصلہ عبادت کرنے والا کا حق قرار دیا گیا ہے۔ اور اس میں اور خدا کے درمیان حائل ہونے کا کسی کو حق نہیں دیا گیا۔ اسی طرح عبادت کے دوران سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا ہے۔"

(الفضل 25/اکتوبر 1992ء)

نماز سنوار کر ادا کرنا:

بیوت الذکر کے آداب میں سے ایک ادب جس غرض کے لئے آئے ہیں اس کی کما حقہ ادائیگی ہے۔ آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے ذریعہ یہ عبادت فرض قرار پائی کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ

نجی نماز تو بہت ہی لمبی ہوتی۔ باجماعت نماز کو پوری تیاری کے بعد پوری شرائط کے ساتھ اور سنوار کر ادا کرتے۔ تلاوت کا ایک ایک لفظ جدا ہوتا۔

(ترمذی ابواب القرأت باب کیف کانت قراۃ النبیؐ)

مختلف مواقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو نماز سنوار کر ادا کرنے کی تلقین فرمائی اور صحابہؓ کو بعض جانوروں کی عادات سمجھا کر اس میں بہتری لانے کی تلقین فرمائی جیسے

۱۔ نماز میں اونٹ کی طرح نہ بیٹھیں۔

۲۔ سجدے میں اپنے جسم کو ٹھیک رکھیں اور کتے کی طرح کوئی اپنے بازو نہ پھیلائے۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

۳۔ گدھے کی طرح امام کی عدم اطاعت نہ کریں۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب نہی عن سبق الامام)

پھر کہا جاتا ہے کہ

ایسے جلدی جلدی نماز نہ پڑھیں جس طرح مرغی ٹھونگیں مارتی ہے یا طوطے کی طرح رٹا ہوا نہ پڑھیں۔ سوچ سمجھ کر قرآن کریم کی تلاوت کی جائے۔

نماز میں بے جا حرکات ناپسندیدہ ہیں:

بعض احباب کو بلاوجہ ہلنے یا اپنے ہاتھوں کو بے جا حرکات دینے کی عادت ہوتی ہے۔ جس سے ساتھی کی نماز میں خلل آرہا ہوتا ہے۔ نماز تو نام ہے یکسوئی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا۔ اس کے دربار میں حاضر ہو کر اس کا ہو کر رہ جانے کا۔ اسی لئے نماز کا آغاز کانوں کو ہاتھ لگا کر کیا جاتا ہے کہ خدایا! میری توبہ۔ گویا اس دنیا سے نکل کر خدا کے دربار میں حاضر ہیں۔ اس لئے مکمل یکسوئی کے ساتھ عبادت کرنی چاہئے۔

دیکھا یہ گیا ہے کہ دوست کلف لگے کپڑوں کے ساتھ جب نماز پر آتے ہیں تو ان میں سے بعض اپنے کپڑوں کی کلف درست کر رہے ہیں یا بعض نوجوان اپنی پینٹوں کی کریزیں ہی

درست کرتے رہتے ہیں۔ جو درست نہیں، ساتھی نمازیوں کی نماز خراب ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"حکم ہے کہ بیت الذکر میں جاؤ تو زینت اختیار کر کے جاؤ۔ اس سلسلے میں یاد رکھنا چاہئے کہ سب سے اچھی زینت اور سب سے اچھا لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ اگر لباس میں تکبر ہو تو یہ لباس التقویٰ نہیں ہے۔ اسی لئے یہ بھی حکم ہے کہ عبادت کے دوران کپڑوں کو درست نہ کیا کرو ورنہ یہ لباس التقویٰ نہیں رہے گا۔ اگر یہ فکر پڑ گئی کہ پتلون کی کریز خراب نہ ہو جائے یا شلوار خراب نہ ہو جائے۔ تقویٰ کا لباس پھٹ جائے گا اور تم پھٹے ہوئے کپڑے پہن کر خدا کے حضور حاضر ہو گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو زینت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اس میں یہ حکم ہے کہ جو تمہارے پاس ہے یعنی زینت کا تعلق ہر شخص کی اپنی اوقات پر منحصر کر دیا گیا ہے۔ اس میں تکبر کیا جائے گا تو عبادت میں تکبر آ جائے گا۔"

پھر اسی خطبہ میں عبادت کا ایک اور ادب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک شخص عبادت کے دوران ایک پاؤں پر زیادہ زور ڈالتا ہے اور دوسرے پر کم کھڑے ہونے کی یہ وہ طرز ہے جس سے بے پرواہی ظاہر ہوتی ہے کوئی سپاہی اپنے افسر کے سامنے اس انداز میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ اس طرح کھڑا ہو تو شاید اس کا کورٹ مارشل ہو جائے۔ اگر عبادت کے دوران ایسا کیا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ نماز میں حضوری حاصل نہیں۔" (الفضل 25 / اکتوبر 1992ء)

بیوت الذکر کے سامنے والی دیوار پر نقش ونگار کرنا اور تصاویر لٹکانا:

بیوت الذکر کے قبلہ والی دیوار اور محراب میں نقش ونگار، اشعار وآیات و دیگر تحریرات لکھنا پسند نہیں کیا گیا کیونکہ ایسا کرنے سے نمازی کی توجہ بٹتی ہے اور وہ یکسوئی سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

(فقہ احمدیہ جلد اول صفحہ 229)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خانہ کعبہ کے اندر آئے تو مینڈھے کے سینگ دیوار کعبہ پر نصب دیکھے تو آپؐ نے کلید بردار کعبہ حضرت عثمان بن طلحہؓ کو فرمایا۔ اسے ڈھانک دو کیونکہ قبلہ کی جہت کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازی کی توجہ کو ہٹا دے۔

(ابوداؤد کتاب المناسک باب الصلوٰۃ فی الکعبہ)

تصاویر لٹکانے کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔

ایک دفعہ جب حبشہ میں ایک گرجا میں تصاویر کا ذکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں سے کوئی نیک مرد جب مر جاتا ہے تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں تصویریں بنا دیتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین خلقت ہیں۔

(تجرید بخاری صفحہ 117)

جمائی لینا، ڈکار مارنا، پٹکا باندھ کر بیٹھنا:

بیوت الذکر میں جمائی لینا، ڈکار مارنا، پٹکا باندھ کر بیٹھنے کی ممانعت ہے۔ قبلہ رخ ٹانگوں کو پھیلانا قبلہ کے تقدس کے خلاف ہے۔ یہ سستی کی علامت ہیں جبکہ ڈکار سے بُو پھیلتی ہے مجلس کے آداب کے خلاف ہے۔ یہ بالعموم دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ رمضان میں

افطاری کے بعد عشاء کی نماز اور نماز تراویح پر بہت زور زور سے ڈکار لے رہے ہوتے ہیں۔ جس سے ماحول متعفن ہوتا ہے۔

حضرت غلام رسول راجیکی صاحب نے ایک باعزت چوہدری کو بیت الذکر میں ٹانگیں پھیلائے بیٹھے دیکھا تو فرمایا۔ کیا آپ دارے میں بیٹھے ہیں؟

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبلہ کے رخ پاؤں کرنے کے جواب پر فرمایا "یہ ناجائز ہے کیونکہ تعظیم کے برخلاف ہے۔"

(فقہ احمدیہ جلد اول صفحہ 236)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس حوالہ سے فرمایا:

"جب بھی بیت الذکر میں آؤ صفائی اور پاکیزگی اختیار کر کے آؤ۔ اس میں یہ بھی شامل فرمایا کہ کوئی بُرا ڈکار لیتا ہے یا اچھا ڈکار لیتا ہے اس سے الگ نہیں کھڑے ہونا۔ حکم ہے کہ بُرے ڈکار نہ پھینکا کرو۔ لیکن اس کے باوجود اکٹھے ہوکر اور جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ بیت الذکر میں اسی لئے بیہودہ حرکات اور غصہ کو برداشت کرنے کا حکم ہے۔۔۔۔ بیت الذکر میں پیاز کھا کر نہ آؤ جس سے گندے ڈکار آئیں۔ اس سبق کو ساری زندگی پر جاری کرنا چاہئے۔"

(الفضل 25/ اکتوبر 1992ء)

بلند آواز سے باتیں کرنا، گپیں ہانکنا اور فضول گفتگو کی ممانعت:

بیوت الذکر میں بلند آواز سے باتیں کرنا، شور شرابا کرنا، گپیں ہانکنا اور اِدھر اُدھر کی

فضول باتیں کرنا اور لغویات بولنا سخت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ بعض لوگ سیاست کی باتیں شروع کر دیتے ہیں جبکہ بیوت الذکر عبادات کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ اس میں خاموشی سے بیٹھنے اور ذکر الٰہی کرنے کی ہدایت ہے۔

اگر مجبوری سے کوئی دینی یا مذہبی بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو آہستگی سے کرنی چاہئے تا نمازیوں کی نماز میں خلل واقع نہ ہو۔ گو حدیث میں آتا ہے کہ بیوت الذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن کریم کے پڑھنے کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں۔

(مسلم کتاب الطہارۃ)

لیکن اگر نمازی نماز پڑھ رہے ہوں یا نوافل میں مصروف ہوں تو ذکر الٰہی اور قرآن کریم کی تلاوت زیر لب کرنی چاہئے۔

بیوت الذکر میں بے جا بولنے کی اس قدر ممانعت ہے کہ خطبہ جمعہ کے دوران بولنے والوں کو منع کرنے کے لئے بھی زبان کے استعمال کی اجازت نہیں بلکہ ہاتھ کے اشاروں سے منع کرنے کی تلقین ملتی ہے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الکلام والامام یخطب)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔

"خطبہ کے دوران میں بولنا سخت غلطی اور گناہ عظیم ہے۔ اگر دُعا کرنی ہو تو آہستگی سے کرنی چاہئے کہ دوسرے کو یہ دھوکہ نہ لگے کہ کوئی بول رہا ہے۔ بعض جگہوں سے اطلاع آتی ہے کہ لوگ خطبہ کے دوران میں بول پڑے ہیں۔ یہ غلطی ہے اور گناہ ہے اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔"

(الفضل مورخہ 26/29 جون 1927ء)

مسجد نبوی میں ایک وقت تک فرش کے طور پر کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔ ایک دفعہ ایک صحابیؓ خطبہ کے دوران ان کو ہلاتے جلاتے رہے ان سے کھیلتے رہے جس سے معمولی شور پیدا

ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں سے کھیلنے سے منع فرمادیا۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حضرت السائبؓ بن یزید کو مسجد میں بیٹھے کنکر مار کر اپنی طرف متوجہ کیا اور فرمایا جاؤ۔ ان دو کو جو باتیں کرر ہے تھے میرے پاس لاؤ۔ ان کے آنے پر حضرت عمرؓ نے اُن سے جگہ کا نام پوچھا جہاں سے وہ آئے تھے۔ طائف کا علم پا کر حضرت عمرؓ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم اس شہر (یعنی مدینہ) سے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا کیونکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرر ہے تھے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب رفع الصوت فی المسجد)

بعض دوست خطبہ کے دوران خالی جگہ کو پُر کروانے کے لئے باآواز بلند اپنی طرف بُلاتے ہیں یا السلام علیکم کہہ کر ہاتھ ملاتے اور حال احوال پوچھنے لگ جاتے ہیں جو مناسب نہیں۔

نماز باجماعت کا فلسفہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اس کے مطابق روزانہ تو پنجوقتہ ایک ہی محلّہ کے لوگ ایک ہی بیت الذکر میں نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا حال احوال دریافت فرمالیتے ہیں۔ پھر ہفتہ میں ایک روز نماز جمعہ کے لئے جامع بیت الذکر پہنچ کر عبادت کی جاتی ہے جہاں احباب وخواتین کا دائرہ کار بڑھ کر چار پانچ محلوں یا شہر تک ممتد ہو جاتا ہے۔ پھر سال میں عیدین کے موقعہ پر شہر بلکہ مضافات کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں اور پھر حج کے موقعہ پر دنیا بھر کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر عبادت بجالاتے ہیں۔ اس کا مقصد اور فلسفہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ عبادت کے ساتھ ساتھ آپس کے تعلقات بڑھیں۔ میل ملاقاتیں ہوں، حال احوال پوچھیں، اخوت اسلامی بڑھے۔ غمی خوشی میں اور بیمار پُرسی کر کے اخلاق بھی اچھے ہوں۔ اس

لئے نماز جمعہ وعیدین کے بعد دوست احباب ایک دوسرے کو ملتے ہیں اور دیکھا یہ گیا ہے کہ بعض دوست نماز جمعہ کے بعد سنتوں کی ادائیگی کرتے ہی باتیں شروع کردیتے ہیں بعض تو سنتوں کی ادائیگی سے قبل ہی کھسر پھسر کرنا شروع کردیتے ہیں۔ ان کو بیوت الذکر کے آداب بہرحال مدنظر رکھنے ہیں۔ دوست احباب اپنی سنتوں کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔ ان میں خلل انداز ہونے کا موجب نہ بنیں۔

بیوت الذکر میں بے جا فضول باتیں کرنے پر حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ نے متعدد بار ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ ایک موقعہ پر فرماتے ہیں۔

"اس سے باطنی صفائی بھی مراد ہوسکتی ہے۔ یعنی (بیت الذکر) کی حرمت کا خیال رکھو اور اس میں بیٹھنے کے بعد لغویات سے کنارہ کش رہو۔ افسوس ہے کہ آجکل (بیوت الذکر) میں ذکر الٰہی کرنے کی بجائے لوگ اِدھر اُدھر کی گپیں ہانکتے رہتے ہیں حالانکہ (بیوت الذکر) خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں۔ بیشک ضرورت محسوس ہونے پر مذہبی، سیاسی، قضائی اور تمدنی امور پر بھی (بیوت الذکر) میں گفتگو کی جاسکتی ہے لیکن (بیوت الذکر) میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا اور اِدھر اُدھر کی فضول باتیں کرنا سخت ناپسندیدہ امر ہے۔ نوجوانوں کو خصوصیت کے ساتھ اس بارہ میں محتاط رہنا چاہئے۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 170)

پھر فرمایا:

(بیوت الذکر) خدا کا گھر کہلاتی ہیں اور (بیوت الذکر) وہ مقام ہیں جو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں مگر لوگ جب (بیوت الذکر) میں آتے ہیں تو وہ ہزار قسم کی بکواس کرتے ہیں، آپس میں دنیوی معاملات پر لڑتے جھگڑتے ہیں، ایک دوسرے کو جوش میں

گالیاں بھی دے دیتے ہیں، غیبت بھی کر لیتے ہیں اور انہیں ذرا بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے گھر میں بیٹھ کر کس قسم کی شرمناک حرکات کر رہے ہیں۔ انہیں تو چاہئے تھا کہ وہ جب تک (بیوت الذکر) میں رہتے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اُن کی زبانیں تر رہتیں مگر وہ بجائے ذکر الٰہی کرنے کے دنیوی امور میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کر کے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے مرتکب بن جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی طرح (بیوت الذکر) میں اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں اور اس قدر شور بعض لوگوں نے مچایا ہوا ہوتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے کیوں ابھی تک لوگوں کو اتنی موٹی بات بھی معلوم نہیں ہوئی کہ انہیں (بیوت الذکر) کا احترام کرنا چاہئے اور لغو باتوں کی بجائے ذکر الٰہی میں اپنا وقت گزارنا چاہئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے ہم اپنی (بیوت الذکر) میں جب بیٹھتے ہیں تو ہمیشہ دین کی باتیں کرتے ہیں یا ایسی دنیوی باتیں بھی کر لیتے ہیں جو دین سے تعلق رکھتی ہیں مگر یہ نہیں ہونا چاہئے کہ (بیوت الذکر) میں بیٹھ کر سودا سلف کی باتیں شروع کر دی جائیں یا گھر کے جھگڑے بیان ہونے لگے جائیں یا ایک دوسرے کی غیبت شروع ہو جائے یہ ساری باتیں سخت معیوب ہیں اور انسان کو خدا تعالیٰ کی نظر میں گنہگار بنا دیتی ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 542-543)

بیوت الذکر کے آداب اور اس میں باتیں نہ کرنے کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقعہ پر احباب کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

" کسی نے آج صبح میری توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ میں بیت الذکر کے آداب کے بارہ میں بھی کچھ کہوں۔ جو لوگ نماز کے لئے (بیت الذکر) میں آتے ہیں ان کے بارہ میں میرے ایک بہت معزز دوست نے بتایا کہ آہستہ آہستہ لوگ (بیت الذکر) کے تقدس

سے ناواقف ہوتے جارہے ہیں اور ایسی حرکتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ (بیوت الذکر) میں یہ لوگ دنیوی باتیں اونچی آواز میں شروع کر دیتے ہیں۔ جبکہ بعض لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ انہیں کوئی احساس ہی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا گھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہے اور کسی کام کے لئے نہیں۔

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا o (الجن:19)

یہ قرآن کریم کی آیت ہے جس کے مطابق عبادت گاہیں صرف عبادت کے لئے ہی ہیں۔ آپ کو (بیوت الذکر) میں اپنے ذاتی مسائل پر گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ صرف مذہبی گفتگو ہو سکتی اور وہ بھی نماز ختم ہونے کے بعد، اس وقت نہیں جب لوگ نماز پڑھ رہے ہوں، دیگر مذہبی معاملات پر گفتگو کی اجازت ہے۔ چنانچہ یہ وہ آداب اور ذمہ داریاں ہیں جو (بیوت الذکر) میں پیش نظر رہنی چاہئیں۔

آپ صرف اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں۔ اپنے دلوں میں اسے یاد کریں یا نسبتاً اونچی آواز میں۔ اس کی تو اجازت ہے۔ مگر یہ اجازت نہیں کہ آپ مختلف قسم کی گفتگو اور گپ شپ میں وقت گزاریں جیسے یہ آپ کے لئے ایک چوپال ہے۔ یہ چوپال نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور یہاں اسے ہی یاد کرنا چاہئے۔ اور یہ بات اپنی نئی نسل کو بھی سمجھائیں۔"

(خطبہ جمعہ یکم اکتوبر 1982ء از خطبات طاہر جلد اول صفحہ 184)

ہنسنا بھی منع ہے:

بیت الذکر میں ہنسنا، قہقہے لگانا منع ہے۔

ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ کھیلتے کھیلتے بیت الذکر میں آگئے اور اپنے ابا جان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ہو بیٹھے۔ وہ اپنے لڑکپن کے باعث کسی بات کے یاد آجانے پر دبی آواز سے کھل کھلا کر ہنس پڑتے تھے۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ

"بیت الذکر میں ہنسنا نہیں چاہئے"

(فتاوی احمدیہ صفحہ 23 از فقہ احمدیہ جلد اول صفحہ 232)

تجارت کی باتیں کرنے کی ممانعت:

بیوت الذکر میں خرید و فروخت کی باتیں کرنے کی ممانعت ہے۔

(ابوداؤ کتاب الصلوٰۃ باب التعلق یوم الجمعہ)

ترمذی کی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مسجد میں کسی کو بیچتا یا خریدتا دیکھو تو اس سے کہو کہ خدا تعالیٰ تجھے تیرے سودے میں نفع نہ دے۔

(صحیح ترمذی کتاب البیوع باب النھی عن البیع فی المسجد)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خدا سے سودے کرنے کے حوالہ سے فرمایا:

"حکم ہے کہ بیوت الذکر میں خرید و فروخت کی کوئی بات نہ کی جائے۔ یہاں تو صرف خدا سے سودے ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی دیگر گندگی سے بیت الذکر پاک ہونی چاہئے۔"

(الفضل 25/ اکتوبر 1992ء)

جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ ہماری بیوت کمیونٹی سنٹر بھی ہیں اس لئے ربوہ سے باہر دیگر جگہوں پر بالخصوص بڑے شہروں میں جمعہ کے روز بک سٹال لگایا جاتا ہے۔ بعض جماعتی نمائندے اپنی سہولت کے پیش نظر چندہ وغیرہ بھی اکٹھا کر رہے ہوتے ہیں۔ گو یہ نیکی کے کام ہیں مگر آداب ملحوظ خاطر رہیں۔ خطبہ کے دوران کوئی خرید وفروخت نہیں ہونی چاہئے اور بولنے کی بھی اجازت نہیں۔ چندہ دینے اور اس کی وصولی میں بھی زبان کا استعمال ہوتا ہے جو بولنے کے زمرہ میں آتا ہے۔

گمشدہ چیز کے اعلان کی ممانعت:

بیوت الذکر تو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ ان میں ذاتی نوعیت کی گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ اسی طرح بیوت الذکر سے باہر اگر کوئی چیز کھوگئی ہو تو اس کا اعلان بیت الذکر میں نہیں ہوسکتا۔ ہاں بیت الذکر میں اگر کوئی چیز گم ہوگئی ہو تو اس کے اعلان میں کوئی مباح نہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اگر تم میں سے کوئی شخص کسی کو اپنی گمشدہ چیز کا اعلان کرتے سنے تو بطور بددعا کہے کہ

"اللہ تعالیٰ تمہاری یہ چیز تمہیں واپس نہ دلائے کیونکہ مسجدیں اس غرض کے لئے تعمیر نہیں کی گئیں۔"

(مسلم کتاب المساجد باب نھی عن نشد الضالة فی المسجد)

مسلم ہی کی روایت ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں یہ اعلان کر رہا تھا کہ
کون ہے جو سرخ رنگ کے اونٹ کا پتہ بتلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کرے تو اس کو نہ پائے۔ مسجدیں تو جس کام کے لئے بنائی گئی ہیں اُسی کے لئے ہیں۔

(مسلم کتاب المساجد باب نهی عن نشد الضالة فی المسجد)

بعض بیوت الذکر میں جمعہ کے روز خطبہ جمعہ سے قبل لمبے لمبے دعائیہ اعلانات شروع ہو جاتے ہیں اور اُس وقت دوست احباب سنتوں کی ادائیگی میں مصروف ہوتے ہیں۔ مختصر اعلان ہونے چاہئیں۔

مشاعرہ کی صورت میں اشعار پڑھنا:

بیوت الذکر میں شعر خوانی بھی منع ہے۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں مشاعرہ کے رنگ میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب التعلق یوم الجمعہ وترمذی کتاب الصلوٰۃ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس حوالہ سے یوں احباب کو توجہ دلائی ہے۔
"لوگ بیت الذکر میں آ کر باتیں کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ بیت الذکر میں بیٹھ کر انتظار کرنا بھی عبادت کا حصہ ہے۔ اس کے پیچھے یہ بات ہے کہ عبادت سے پہلے خدا کی حضوری میں داخل ہو جاؤ۔ اس حضوری کا اثر تمہاری حرکات وسکنات سے ظاہر ہونا چاہئے اور خاموشی سے اللہ کا ذکر کرنا چاہئے۔ اسی لئے بیوت الذکر میں بیہودہ باتیں کرنے یا

بچوں کے بھاگنے دوڑنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔اور ایسی مجالس جن کا تعلق دین سے نہیں ان سے منع کیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بعض جماعتیں بیوت الذکر میں دینی مجالس کے تحت دینی مشاعرہ رکھ لیتی ہیں لیکن مشاعرہ تو مشاعرہ ہے۔بیت الذکر کو نعروں کی کسی مجلس کے لئے اختیار نہیں جا سکتا۔بیت الذکر تو اللہ کے ذکر کے لئے ہے اسی کو بلند کرنا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ 23/اکتوبر 1992ء بمقام ٹورنٹو از الفضل 25/اکتوبر 1992ء)

گرمیوں میں دوپہر کو بیت الذکر میں ستانا:

بعض لوگ گرمیوں میں ظہر کی نماز کے بعد عصر تک بیت الذکر میں لیٹ جاتے ہیں جو پسندیدہ نہیں۔یوں بیت الذکر کو ناواجب باتوں اور غیر ضروری استعمال سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

(فقہ احمدیہ جلد اول صفحہ 232)

حلقے بنا کر بیٹھنا:

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقے بنا کر بیٹھنے اور باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب التعلق یوم الجمعۃ)

بچوں اور دیوانوں کو بیوت میں نہ لاؤ:

اوپر بیان فرمودہ تمام آداب کے حوالہ سے ایک جامع حدیث جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 03 راکتوبر 2003ء بر موقعہ افتتاح بیت الفتوح لندن میں بیان فرمائی مع وضاحت حضورانور یہاں درج کی جارہی ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔

پھر ایک حدیث ہے۔ حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"اپنی مساجد سے دور رکھو اپنے چھوٹے بچوں کو اور اپنے مجانین (دیوانوں) کو اور اپنے شراء (خرید) اور اپنی بیع (فروخت) کو۔ اور اپنے جھگڑوں کو اور اپنی آواز کو بلند کرنے کو۔ اور اپنی حدود کی تنفیذ کو اور اپنی تلواریں کھینچنے کو اور مساجد کے دروازوں پر (یعنی ان کے قریب) طہارت خانے بناؤ نیز جمعوں (یا اجتماع کے موقع) پر ان میں خوشبودار دھونی دو۔

(سنن ابن ماجہ)

تو اتنے چھوٹے بچوں کو (بیت الذکر) میں نہیں لانا چاہئے جس کی بالکل ہوش کی عمر نہ ہو اور ان کے رونے سے دوسرے نمازیوں کی عبادت میں خلل واقع ہوتا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ شکر ہے کہ جماعت احمدیہ ایک پُرامن جماعت ہے اور ہمارے ہاں یہ تصور بھی نہیں ہوتا کہ تلواریں کھینچی جائیں۔ مجھے ایک واقعہ یاد آگیا ہے۔ جیل میں ایک بڑا داڑھی والا مولوی ٹائپ آدمی تھا۔ میں نے اس سے انٹرویو لینا شروع کیا کہ تم کس طرح یہاں آئے تو وہ قتل کے کیس میں آیا ہوا تھا میں نے پوچھا یہ قتل ہوا کیسے۔ (کہنے لگا) کہ رمضان کے مہینے میں

اعتکاف بیٹھا ہوا تھا کہ مسجد میں ایک آدمی آیا، میرے پاس بندوق تھی میں نے فائر کیا اور مار دیا۔ غلطی سے فائر ہوگیا۔ میں نے کہا کہ بندوق تم نے وہاں رکھی کیوں تھی؟ غلطی سے فائر ہوگیا؟ تو یہ دشمنیاں مسجدوں میں بھی چلتی ہیں، اعتکاف بیٹھے ہوئے بھی قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 28رنومبر تا 04ردسمبر 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایسی عورتوں کے لئے جن کے بچے چھوٹے ہیں اور شور مچاتے ہیں عورتوں کی طرف ایک الگ کمرہ بنانے کا رواج دیا تھا اور سب سے پہلے ٹورنٹو کینیڈا میں بیت الذکر کے افتتاح پر خطاب کے دوران حضورؒ نے اس کا ذکر فرمایا تھا اور اس اقدام پر پسندیدگی کا اظہار بھی فرمایا۔

امام کے انتظار میں بیٹھنا بھی ثواب ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس ضمن میں فرماتے ہیں

"بعض لوگ اگر امام کے انتظار میں کچھ دیر بیٹھنا پڑے تو بڑ بڑانا شروع کر دیتے ہیں، بار بار گھڑیاں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز میں مشغول شمار ہوتا ہے جب تک وہ نماز کے انتظار میں ہوتا ہے اور تم میں سے ہر شخص کے لئے فرشتے یہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! تو اسے بخش دے۔ اے اللہ! تو اس پر رحم فرما۔ جب تک وہ مسجد میں ہو۔" (ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی القعود فی المسجد)..........مومن کا دل تو نماز کی طرف رہنا چاہئے

اوراس مادی دنیا میں تو آج کل یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔حدیث میں آتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" کیا میں آپ کو وہ عمل نہ بتاؤں جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے۔" فرمایا وہ یہ ہے کہ

"جی نہ چاہتے ہوئے بھی کامل وضو کرنا، اور مسجد کی طرف زیادہ چل کر جانا، نیز ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ رباط ہے، یہ رباط ہے، یہ رباط ہے(سرحدوں پر گھوڑے باندھنا یعنی تیاری جہاد)"(سنن النسائی کتاب الطہارۃ باب الامر باسباغ الوضوء)

تو یہ ہر مومن کا فرض ہے کہ اپنی روحانی سرحدوں کی حفاظت کرے کیونکہ جب سب مل کر اس طرح سرحدوں کی حفاظت کریں گے اور (بیوت الذکر) میں آئیں گے اور (بیوت الذکر) کو آباد کریں گے تو پھر کوئی دشمن نہیں جو کبھی ہمیں نقصان پہنچا سکے۔ انشاء اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ خوشخبری دے رہے ہیں کہ اس طرح کرو گے تو ہمیشہ محفوظ رہو گے، ہر دشمن سے بچے رہو گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 03/ اکتوبر 2003ء از الفضل انٹرنیشنل 28/ نومبر 2003ء)

امام کی غلطی کی تعمیل کرو:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اگر عبادت کے دوران امام غلطی کرتا ہے تو اس کے پیچھے کھڑے ہونے والوں کو اس کی اصلاح کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا۔ اگر کوئی انسان ایسی حرکت کرے کہ وہ امام کی اصلاح

کی کوشش کرنے لگے تو اس کی بڑی غلطی ہے اس سے وہ امام سے ہی نہیں بلکہ خدا سے تعلق توڑ لیتا ہے۔ یہ اتنا اہم نکتہ ہے کہ سارے اختلافات کے باوجود اس نکتہ پر کسی کو اختلاف نہیں۔ امام اگر غلطی کرے تو صرف اتنا کہو **سبحان اللہ**، یہ ایک گہرا عارفانہ حکم ہے کہ غلطی سے تو صرف اللہ پاک ہے۔ میں جو توجہ دلا رہا ہوں شاید میں بھی غلطی پر ہوں۔ ساتھ ہی ادب کا رنگ آ گیا کہ ہم آپ کی غلطی کی طرف جو توجہ دلا رہے ہیں تو آپ کو کسی تخفیف کی نظر سے نہیں دیکھ رہے۔ بلکہ ادب واحترام کو پوری طرح ملحوظ رکھ کر بات کر رہے ہیں۔ پھر یہ حکم ہے کہ ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے کے بعد اس پر اصرار نہ کرو۔ اگر امام غلطی جاری رکھے ہوئے ہے تو خاموشی کے ساتھ اس کی تعمیل کرو اور اطاعت کرتے چلے جاؤ۔ بار بار **سبحان اللہ** کے الفاظ دہرانے کی بھی اجازت نہیں اور پھر جو قریب ہیں پہلا حق ان کا ہے کہ غلطی کی طرف توجہ دلائیں۔ **سبحان اللہ** کا لفظ بولتے وقت بھی عجز وانکسار کا لہجہ اختیار کریں چوٹ مارنے کے انداز میں نہ بولیں۔

لندن میں ایک بچی نے مجھ سے سوال کیا کہ میں عبادت میں بعد میں شامل ہوئی یعنی جو غلطی امام نے کی اس کے بعد میں شامل ہوئی۔ اب کیا جب امام عبادت کے آخر میں سجدہ سہو کرے گا تو مجھے اس میں شامل ہونے کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا ضرور شامل ہونا ہے کیونکہ کوئی بھی صورت ہو کسی بھی طرح امام کی متابعت سے باہر جانے کا حکم نہیں۔ پھر بچی نے سوال کیا کہ عبادت میں میں نے ایک غلطی کی جو امام نے نہیں کی۔ تو کیا ایسی صورت میں میں علیحدہ سجدہ سہو کروں؟ ہرگز نہیں۔ اس کی وجہ بھی بہت شاندار ہے کہ انسان کی انفرادی غلطی امام کی حفاظت میں آ جانے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے۔

اسی طرح عورتوں کو حکم ہے کہ وہ سبحان اللہ نہیں کہیں گی بلکہ تالی بجائیں گی۔ اس کی

وجہ بھی عبادت کے دوران توجہ قائم رکھنے کی ہے کہ عورت کی آواز میں بھی کشش ہوتی ہے۔عورت کی آواز سن کر توجہ بھٹک نہ جائے۔اسی وجہ سے عورتوں مردوں کو الگ الگ کھڑا کیا جاتا ہے۔"

موبائیل فونز:

آج کے سائنسی دور میں نت نئی ایجادات کی وجہ سے جو سہولتیں انسان کو مل رہی ہیں اُن میں سے ایک موبائیل فونز کا کثرت سے استعمال ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ انسان کی ضرورت بنتا جارہا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کے گھر کے بھی تو بعض آداب ہیں۔مجھے چونکہ بڑے شہروں میں بطور مربی خدمات بجالانے کی توفیق ملتی رہی ہے جہاں سرکاری اور نجی قسم کے مختلف کمپنیوں کے دفاتر ہوتے ہیں اور میں نے بارہا دیکھا کہ ماتحت اپنے افسر یاBoss کے دفتر میں جانے سے قبل اپنے موبائیلز بند کر لیتے ہیں۔ایک دفعہ مجھے ایک دوست سے ضروری کام تھا۔میں اُن سے اُن کے موبائیل پر رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اُن کے موبائیل سے عارضی طور پر بند ہے کے بول سنائی دیتے تھے۔کچھ دیر بعد رابطہ ہونے پر معلوم ہوا کہ وہ دوست اپنے Boss کے پاس گئے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنا موبائیل Swich Off کیا ہوا تھا۔

تو خدا تعالیٰ تو تمام افسروں کا افسر بلکہ احکم الحاکمین ہے۔اس کے دفتر میں آتے وقت، اس کے گھر میں آتے وقت اپنے موبائیلز بند کر لینے چاہئیں۔ورنہ دیکھا ہے کہ نماز کے دوران یا خطبات، تقاریر اور درسوں کے دوران مختلف نغموں کے سازوں پر مشتمل گھنٹیاں

سنائی دیتی ہیں۔ایک طرف نماز باجماعت ہورہی ہواور انسان اپنے آپ کو اس دُنیا سے منقطع کر کے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر اچانک کسی نغمے کے بول کانوں میں پڑیں یا کسی فلمی نغمے کا ساز سنائی دے تو بہت Distrubance واقع ہوتی ہے۔فون ان کی گھنٹیوں کو اگر آج سے 14 سو سال قبل اسلام کی تاریخ کے آئینہ میں دیکھیں جب نماز کے لئے بُلانے کے طریق وضع ہو رہے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہؓ سے اس سلسلہ میں مشودہ بھی کر رہے تھے تو بعض صحابہؓ نے گھنٹیاں اور طبل بجا کر نماز کے لئے اطلاع دینے کی تجویز بھی دی تھی۔آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریق کو یہ فرما کر ناپسند فرمایا اور اس تجویز کو ردّ فرما دیا کہ یہ یہود و نصاریٰ کا طریق ہے۔

آج موبائیلز پر گھنٹیاں گو نماز کے بُلانے کے لئے تو نہیں بجتیں تاہم بیوت الذکر میں اس کثرت کے ساتھ گھنٹیاں بجنے سے مماثلت تو بہر حال قائم ہوتی ہے۔

اب تو اس کا استعمال اس کثرت سے ہے کہ قریباً ہر بیت الذکر سے باہر مین گیٹ پر اندر بھی جگہ جگہ نوٹس آویزاں نظر آتے ہیں کہ

"برائے کرم اپنے موبائیلز بند کرلیں"

قادیان بیت اقصیٰ کے اندر یہ نوٹس آویزاں نظر آیا کہ

"یہ (بیت الذکر) ہے اپنے موبائیلز بند کرلیں" جو بہت پسند آیا۔

تو ایسا نمازی جس کے پاس موبائیل ہو اُسے بیت الذکر میں داخل ہوتے ہی اس نوٹس پر نظر پڑتے ہی اپنے موبائیل چیک کرلینا چاہئے اور اُسے بند کرلینا چاہئے۔

نسیان چونکہ انسان کی طبیعت کا حصہ ہے وہ بھولن ہار ہے۔اگر وہ کسی وقت بند کرنا بھول گیا اور نماز کے دوران Bell ہوگئی تو اب شرمانے کے باعث فوراً بند بھی نہیں کرتا۔اُسے

چاہیئے کہ وہ فوری طور پر نکال کر Swich Off کر لے۔ یوں فون نکال کر بند کرنے سے اس کے اردگرد دو تین نمازیوں کی نماز خراب ہوگی بجائے یہ کہ بند نہ کر کے بیت الذکر میں موجود تمام نمازیوں کی نماز اور انقطاع باری تعالیٰ میں خلل کا باعث ہو۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ فوری طور پر Off کا بٹن دباتا ہے اور چند لمحوں کے بعد پھر گھنٹی بجنی شروع ہوجاتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ وہ On کا بٹن دبائے تا فون کرنے والا اللہ اکبر یا نماز میں کسی حصہ کی تلاوت سن کر سمجھ جائے کہ میرا Consumar اس وقت نماز میں مصروف ہے۔ آج سے کچھ عرصہ قبل تک جب In Comming کے بھی چارجز ہوتے تھے یہ مشورہ نہیں دیا جاسکتا تھا مگر اب تو In Comming فری ہے۔ صرف بیٹری استعمال ہوگی۔ مالی نقصان نہیں ہوگا۔ اس طرح یہ بات بھی نوٹ کی گئی ہے کہ دوران درس، تقریر یا خطبہ ہم کسی کے موبائیل پر گھنٹی کی آواز سنتے ہیں اور اس کی طرف خفگی کی نگاہ سے دیکھ کر اُسے یہ تاثر بھی دیتے ہیں کہ تم نے اچھا نہیں کیا لیکن اپنے موبائیل کو چیک نہیں کرتے کہ کہیں وہ On تو نہیں رہ گیا۔ کہیں چند لمحوں تک اس کے موبائیل پر بھی گھنٹی بجنے والی ہے۔ اس لئے چاہیئے تو یہ کہ اگر کسی کے موبائیل پر گھنٹی کی آواز سن کر فوراً ہر شخص اپنا اپنا موبائیل چیک کر لے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ ایک ہی نشست میں یا ایک ہی نماز میں مختلف جہت سے تین چار دفعہ Bell کی آوازیں آجاتی ہیں جن سے بار بار نماز میں توجہ بٹتی ہے۔

ہاں اس سلسلہ میں ایک اور اہم بات جس میں بعض پڑھے لکھے اور سمجھدار بھی خطا کر جاتے ہیں مدنظر رکھنی ضروری ہے۔ آج کل برق رفتاری کے ساتھ ایجادات کے ماڈل بدل رہے ہوتے ہیں اور نیا ماڈل یا ڈیزائن پہلے کی نسبت بہت زیادہ سہولیات کو مدنظر رکھ کر تیار ہوتا ہے اور طبعاً ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ میں زیادہ سہولت والا ماڈل یا ڈیزائن لوں۔ آج

کل وائبریشن پر فون کر دیا جاتا ہے جو انسان کی معمولی سے حرکت سے یہ احساس دلوا دیتا ہے کہ آپ سے کوئی مخاطب ہونے والا ہے۔اور یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات نماز کے دوران وائبریشن سے احساس ہو جاتا ہے کہ فون آیا ہے۔ بالخصوص التحیات کے آخری لمحات میں جب آتا ہے تو بعض لوگ امام کے التحیات سے فارغ کرنے کے فوراً بعد کاندھے پھلانگتے ہوئے پیچھے کو بھاگتے ہیں کہ فون سن سکیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ایک روحانی رابطہ امام کے توسط سے اللہ تعالیٰ سے بھی ہوا ہے۔خدا تعالیٰ سے بھی تار ملی ہوئی ہے۔خدا تعالیٰ سے بھی فون پر باتیں ہو رہی ہیں۔ امام نے تو ابھی تک آپ کو پوری طرح فارغ بھی نہیں کیا۔آپ تو دوسرا آدھا سلام چھوڑ کر ہی بھاگ نکلے۔ابھی تسبیحات باقی ہیں۔ جو نماز کا تتمہ ہے۔ کجا یہ کہ آپ اپنی تسبیحات مکمل کریں بلکہ پچھلی صفوں پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے فون پر باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ جس سے باقی نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔ وہ نماز کے بعد تسبیحات میں مصروف ہیں۔ وہ نوافل اور سنتوں میں مصروف ہیں اور یہ دوست اپنے کاروبار بارے ہدایت دیئے جا رہے ہیں۔ جبکہ احادیث کے مطابق بیت الذکر میں نہ تو کاروبار ہو سکتا ہے اور نہ ہی بیت الذکر سے باہر گم ہونے والے چیز کا اعلان بیت الذکر میں ہو سکتا ہے۔

بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات یہ Call مس ہو گئی ہوتی ہے۔اب وہ Missed Call دو منٹ کے لئے بھی Missed Call ہے اور چار منٹ یا زیادہ وقت کے بھی Missed Call ہے پھر نماز کو ادھوری چھوڑ کر Missed Call کو Attend کرنے کا فلسفہ سمجھ سے بالا ہے۔

ہمارے دفاتر میں دو دو تین تین مختلف نوعیت کے فونز ہیں۔کوئی Land نمبر ہیں کوئی

انٹرکام ہے۔موبائیل بھی ساتھ ساتھ ہیں اور بعض دوستوں نے تو مختلف کمپنیوں کے موبائیل فونز اپنی سہولت کی خاطر رکھے ہوئے ہیں۔اور ہمارے مشاہدہ میں بات روزانہ ہی آتی ہے کہ ایک ہی وقت میں دو یا تین فونز پر اکٹھے ہی At a Time گھنٹی بج جاتی ہے۔یا ایک فون Attend کر رہے ہوتے ہیں تو دوسرے فون پر گھنٹی سنائی دیتی ہے تو ہم اسے Hold کروادیتے ہیں یا کہتے ہیں میں ٹھہر کے بات کرتا ہوں۔یا آپریٹر بولتی ہے کہ صاحب دوسرے نمبر پر مصروف ہیں۔

اور اگر کوئی ماتحت بڑے کو فون کرے تو افسر یا اس کا آپریٹر کہہ دیتا ہے کہ دوسری لائن پر مصروف ہیں۔ٹھہر کے بات کریں۔تو پھر خدا تعالیٰ جو خالق کائنات ہے اس کے انسان رابطہ میں ہو۔راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہیں۔انسان کے دل کی تار اس خدائے عزوجل کی صفت سمیع و علیم اور مجیب الدعوات سے ملی ہوئی ہو تو پھر وہ دنیاوی افسر کی طرح نماز کے دوران فون آنے پر کیوں نہیں Hold کرواتا یا کیوں اس امر کا عندیہ نہیں دیتا کہ میں ٹھہر کر بات کرلوں گا یا ٹھہر کے بات کریں۔وہ اپنی نماز میں اس طرف توجہ رکھتا ہے اور ختم ہوتے ہی روحانی دُنیا سے نکل کر مادی دُنیا میں چلا جاتا ہے۔جبکہ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ کی دُعا بھی اس نے ابھی پڑھی نہیں ہوتی۔

بلکہ اب تو حیرانی اس وقت انتہا کو پہنچ جاتی ہے جب رمضان کے مبارک مہینہ میں آخری دس مبارک دنوں میں جب انسان دُنیا سے مکمل انقطاع اپنے خالق حقیقی سے دل کی باتیں کرنے اور لقائے باری تعالیٰ کی خاطر اپنے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے بیوت الذکر میں اعتکاف کرتا ہے۔اس دوران بھی بعض دوست موبائیلز اپنے ہمراہ رکھتے ہیں اور خود تو دُنیا سے رابطے میں رہتے ہی ہیں اپنے ساتھی

متعکفین کی عبادات میں بھی خلل کا باعث بنتے ہیں۔ یہ دن تو کلیتاً اس دُنیا کو چھوڑ کر دربارالٰہی میں بیٹھ رہنے اور اس خدا کے ہوکر رہ جانے کے دن ہوتے ہیں۔

بڑے شہروں میں ہماری بیوت چونکہ کمیونٹی سنٹرز کا بھی درجہ رکھتی ہیں جہاں مختلف نوعیت کی تربیتی میٹنگز منعقد ہوتی ہیں۔ کہیں جماعت کی مجلس عاملہ کی میٹنگ ہو رہی ہے، کہیں مشاورتی کمیٹی کی، کہیں ذیلی تنظیموں کی میٹنگز ہیں۔ ان میں بھی یہی کوشش ہونی چاہئے کہ ہم اپنے موبائیلز کو Turn on Switch پر کرلیں۔ مگر بعض ہمارے نوجوان، فون آنے پر میٹنگ کے دوران ہی سر نیچے کر کے فون سن لیتے ہیں یا فوراً بغیر اجازت سربراہ کے فون سننے کے لئے اُٹھ کر باہر چلے جاتے ہیں اور اپنے کاروبار اور تجارت بارہ باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ جبکہ امیر یا اس کے نمائندہ کی اجازت کے بغیر اُٹھ کر جانے کی اسلامی آداب اجازت نہیں دیتے۔ اور کاروبار و تجارت تو ویسے ہی بیوت الذکر میں منع ہے۔ اور یوں میٹنگ کی خاموشی تار تار ہو کر رہ جاتی ہے۔

بالعموم دوست یہ سمجھتے ہیں کہ خرید وفروخت تو لین دین کا نام ہے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر تجارت اور خرید وفروخت کی ممانعت پر باریکی سے غور کریں تو دکان یا فیکٹری یا کمپنی میں بیٹھے اپنے ورکرز کو کاروبار، خرید وفروخت بارے ہدایات دینا بھی تجارت کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس سے بھی پرہیز چاہئے۔

بیوت الذکر کے تعلق میں موبائیلز بارے چند باتیں تحریر میں لے آیا ہوں۔ اس نیت سے کہ "شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات"

کیونکہ بیوت الذکر کی ظاہری و باطنی صفائی رکھنے کا حکم ہے۔ اللہ کے گھر میں جب فلمی نغموں کے سازوں پر مشتمل گھنٹیاں بجتی ہیں تو لازماً اللہ تعالیٰ کے گھروں کی روحانی صفائی متاثر

ہوتی ہے اور وہ فضا جو نور اور روحانیت سے پُر ہوتی ہے لازماً متعفن ہوتی ہے اور یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ ایسی ساز نما گھنٹیوں سے لازماً اور لازماً فرشتے جو اپنے مومن بندوں کی دُعاؤں کے پیغامات کو بارگاہ الٰہی میں لے جانے کے لئے حاضر ہوئے ہوتے ہیں کراہت کرتے ہوں گے۔

اس لئے اوّل تو بیت الذکر کے حوالہ سے آداب جن کا تعلق خاموشی اختیار کرنے، شور شرابانہ کرنے، اونچی آواز سے باتیں کرنے سے ہے کو مدنظر رکھتے ہوئے بیوت الذکر میں داخلہ کے وقت ہی اپنے موبائیلز بند کر لینے چاہئیں اور اگر فلمی نغموں یا اس کے سازوں کی جگہ قرآن کریم کی تلاوت، اذان یا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانیت سے پُر، اور اللہ تعالیٰ سے تعلق میں پُر معارف منظوم کلام بطور ساز کے بھرا ہو تو اگر نسیان یا بھولن ہار ہونے کی وجہ سے اگر فون بند کرنا رہ بھی جائے تو اچھی آواز، دعاؤں پر مشتمل کلمات ہی کانوں میں پڑیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

"اسی طرح نمازوں کے دوران اپنے موبائیل فون بھی بند رکھیں۔ بعضوں کو عادت ہوتی ہے کہ فون لے کر نمازیوں میں آجاتے ہیں اور پھر جب گھنٹیاں بجنا شروع ہوتی ہیں تو بالکل توجہ بٹ جاتی ہے نماز سے"

(خطبہ جمعہ 18/جولائی 2003ء از خطبات مسرور جلد اول صفحہ 195)

دیگر آداب

بیوت الذکراوران میں آکر نماز ادا کرنے والوں کے تعلق میں بعض اور آداب یا امور بھی ہیں۔ جو بہت ہی Minor ہیں۔ اتنے خفیف ہیں کہ انسان کا ذہن بھی اس طرف نہیں جاتا کہ ان کی وجہ سے (بیوت الذکر) کی صفائی متاثر ہورہی ہے یا ساتھی نمازی کی نماز میں خلل پڑ رہا ہے اور بے دھیانی اور بے خیالی میں ایسی حرکات کرتا چلا جارہا ہوتا ہے۔ جیسے

ا۔ یہ امر مشاہدہ میں آیا ہے کہ گرمیوں کے موسم میں بالخصوص خطبہ کے دوران پاؤں پر ہاتھ کی انگلی بے خیالی میں مارتا رہے گا جس سے میل اُتر کر صفوں پر گرتی ہے۔ صف بھی گندی ہوتی ہے، بدبو بھی پڑتی ہے۔ اُسی جگہ بعد میں سجدہ دینا ہوتا ہے۔

۲۔ بعض پاؤں کی انگلیوں کے ناخنوں سے میل نکالتے رہتے ہیں۔

۳۔ بعض جن میں بچے زیادہ شامل ہیں کو ناک میں انگلی ڈال کر گند کو نکال کر ہاتھ میں مسلنے کی عادت ہوتی ہے۔ بیت الذکر میں بیٹھے بے خیالی میں ایسا کرتے رہتے ہیں اور صفیں گندی ہوتی ہیں اور سجدہ گاہ بھی گندی ہوتی ہے۔

۴۔ بعض دوست احباب تو صفائی کا اس قدر خیال رکھتے ہیں کہ وہ اپنی جائے نماز کو لمبے رخ Fold کرتے ہیں کہ سجدہ گاہ کا حصہ آپس میں ملا رہے اور وہ پاؤں والے حصہ سے نہ ملے تا کہ سجدہ گاہ گندی نہ ہو۔

۵۔ نماز پر بالخصوص جمعہ کے روز یہ امر بھی دیکھا گیا ہے کہ ساتھی نمازی سنتوں یا نوافل میں مصروف ہے تو اس کے آگے سے ہاتھ بڑھا کر کاغذ یا پن وغیرہ بھی لوگ بے خیالی میں پکڑا دیتے ہیں۔ گو یہ شور مچانے کے زُمرہ میں تو نہیں آتا تاہم نماز کے آداب میں شامل

ہے کہ دوسرے کی نماز میں خلل اندازی کا موجب نہ بنیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"ایک حدیث میں آداب مساجد کے بارہ میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کچھ باتیں ہیں جو مسجد میں کرنی جائز نہیں۔(۱) مساجد کو گزرنے کا راستہ نہ بنایا جائے (شارٹ کٹ میں یہ نہیں ایک دروازے سے آئے دوسرے سے نکل گئے)(۲) مسجد میں اسلحہ کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔(۳) مسجد میں کمان نہ پکڑی جائے اور نہ مسجد میں تیر برسائے جائیں۔(۴) کچا گوشت لے کر مسجد سے نہ گزرا جائے (اس سے گند بھی پھیلتا ہے بُو بھی پھیلتی ہے)(۵) مسجد میں نہ تو کسی پر حد جاری کی جائے اور نہ مسجد میں کسی سے قصاص لیا جائے۔(۶) اسی طرح مسجد کو بازار نہ بنایا جائے (یعنی مسجد میں خرید وفروخت نہ کی جائیں)

(سنن ابن ماجہ کتاب المساجد باب مایکرہ فی المساجد)

(خطبہ جمعہ 03/ اکتوبر 2003ء)

بیوت الذکر کا بطور کمیونٹی سنٹرز استعمال:

بیوت الذکر تعلیمات اسلامی کے مراکز اور اسلامی شعائر میں سے ہیں۔ یہ امن وسلامتی پانے اور دلوں کو نور ایمان سے منور کرنے کے مقام ہیں۔ عبادت کے علاوہ مذہبی، سماجی اور ثقافتی مقام بھی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں مسجد نبوی مسلمانوں کا مذہبی، دینی، ثقافتی اور حکومتی مرکز بھی تھا۔ جہاں عبادت کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اجتماعات

بھی ہوتے تھے۔ دوسرے ممالک کے وفود سے ملاقاتیں بھی یہاں ہی ہوتی تھیں۔ جنگی مشقیں بھی یہیں ہوتیں اور جنگی مہمات کے ضمن میں اہم فیصلے بھی یہیں ہوتے اور جنگوں کے لئے وفود بھی یہیں سے بھجوائے جاتے۔ نیز ذکر واذکار کی مجالس اور مسجد نبوی میں مقیم طلباء کی تعلیم وتربیت کے بھی انتظام تھے اور علم وعرفان کی مجالس بھی یہیں منعقد ہوتیں۔

اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں۔

"حدیثوں میں آتا ہے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبویؐ میں حبشیوں کو نیزوں کے کرتب دکھانے کی اجازت دی اور نہ صرف آپ نے اُن کو بڑے شوق سے دیکھا بلکہ اپنے اہل بیت کو بھی دکھایا۔ اسی طرح حدیثوں سے ثابت ہے کہ صحابہؓ ہمیشہ تیراندازی کی مشقیں کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ صحابہؓ کی دو پارٹیوں میں تیراندازی کا مقابلہ ہو رہا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک پارٹی میں شامل ہوگئے۔ یہ دیکھ کر دوسری پارٹی نے اپنے تیر رکھ دئے اور کہا یارسول اللہ یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اس پارٹی کا مقابلہ کریں جس میں آپ ہوں۔"

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 486)

بیوت الذکر کے مذہبی، دینی وثقافتی استعمال کے بارے حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہٗ نے ایک موقعہ پر یوں تحریر فرمایا:

"چونکہ دنیا کی تمام مساجد بھی بیت اللہ ہیں کیونکہ وہ بھی خداتعالیٰ کے ذکر کے لئے مخصوص ہوتی ہیں اور بیت اللہ کے ظل کے طور پر ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں قائم فرمایا ہے۔ اس لئے یہ احکام صرف بیت اللہ کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ ہر مسجد پر بھی ظلی طور پر چسپاں ہوتے ہیں۔

اس نقطہ نگاہ سے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں مساجد کی تین اہم اغراض بیان کی گئی ہیں۔

اوّل: مساجد اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ مسافر اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔

دوم: مساجد اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ شہر میں رہنے والے اُن سے فائدہ اٹھائیں۔

سوم: مساجد اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ رکوع وسجود کرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے والے اور توحید کامل پر قائم لوگ اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔

مسافر تو مسجد سے اس رنگ میں فائدہ اُٹھا سکتا ہے کہ اگر اُسے کوئی اور ٹھکانہ نہ ملے تو وہ اُس میں چند روز قیام کر کے رہائش کی دقتوں سے بچ سکتا ہے۔ اور مقیم اس رنگ سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے کہ مسجد شور وشغب سے محفوظ مقام ہوتا ہے وہ اُس میں بیٹھ کر اطمینان اور سکون سے دُعائیں کر سکتا اور اپنے رب سے مناجات کر سکتا ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کر دیتے ہیں اُن کا اصل ٹھکانہ تو مسجد ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ مسجد مومنوں کے اجتماع کا مقام ہوتی ہے اور دعاؤں اور ذکر الٰہی کی جگہ ہوتی ہے۔ ایسے مقام سے کوئی سچا عشق اور تعلق رکھنے والا انسان جدا ہی نہیں ہوسکتا۔ مگر یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ ذکر الٰہی کا قائم مقام وہ تمام کام بھی ہیں جو قومی فائدہ کے ہوں۔ خواہ وہ قضا کے متعلق ہوں یا جھگڑوں اور فسادات کے متعلق ہوں یا تعلیم کے متعلق ہوں یا کسی اور رنگ میں مسلمانوں کی ترقی اور ان کے تنزل کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اگر دیکھا جائے تو لڑائیوں کے فیصلے بھی مسجد میں ہوتے تھے۔ قضاء بھی وہیں ہوتی تھی۔ تعلیم بھی وہیں ہوتی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد صرف اللہ اللہ

کرنے کے لئے ہی نہیں بلکہ بعض دوسرے کام بھی جو قومی ضرورتوں سے تعلق رکھتے ہیں مساجد میں کئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ اسلام میں ذکر الٰہی صرف اس بات کا نام نہیں کہ انسان سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتا رہے بلکہ اگر کوئی بیوہ کی خدمت کرتا ہے۔ تو وہ بھی دین ہے۔ اگر کوئی یتیم کی پرورش کرتا ہے تو وہ بھی دین ہے۔ اگر کوئی شخص قوم کی خدمت کرتا ہے تو وہ بھی دین ہے۔ اگر کوئی شخص لوگوں کے جھگڑے دُور کرتا اور اُن میں صلح کراتا ہے تو یہ بھی دین ہے۔ پس وہ تمام کام جن سے قوم کو فائدہ پہنچے اور جو قوم کے اخلاق اور اس کی دنیوی حالت کو اونچا کریں ذکر الٰہی میں شامل ہیں اور ان کا مساجد میں کرنا جائز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگر کوئی مہمان آجاتا تو آپؐ مسجد میں ہی صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرماتے کہ فلاں مہمان آیا ہے تم میں سے کون اسے ساتھ لے جائے گا۔ اب بظاہر یہ روٹی کا سوال تھا۔ لیکن درحقیقت دین تھا۔ اس لئے کہ اس سے ایک دینی ضرورت پوری ہوتی تھی۔ لوگوں نے غلطی سے دین کے معنوں کو بہت محدود کر دیا ہے۔ حالانکہ دین اس لئے نازل ہوا ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے اور خدا تعالیٰ بغیر کسی خدمت کے بندہ سے نہیں ملتا۔ بلکہ وہ یتیم کی پرورش کرنے سے ملتا ہے۔ وہ بیوہ کی خدمت کرنے سے ملتا ہے۔ وہ کافر کو تبلیغ کرنے سے ملتا ہے۔ وہ مومن کو مصیبت سے نجات دلانے سے ملتا ہے۔ پس ان باتوں کا اگر مسجد میں ذکر کیا جاتا ہے تو یہ دنیا نہیں بلکہ دین کا ہی حصہ ہوگا۔ ہاں مساجد میں خالص ذاتی کاموں کے متعلق باتیں کرنا منع ہے۔ مثلاً اگر تم کسی سے پوچھتے ہو کہ تمہاری بیٹی کی شادی کا کیا فیصلہ ہوا یا کہتے ہو کہ میری ترقی کا جھگڑا ہے افسر نہیں مانتے تو یہ باتیں مسجد میں جائز نہیں ہوں گی۔ سوائے امام کے کہ اُس پر تمام قوم کی ذمہ داری ہوتی ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ

ضرورت محسوس ہونے پر ان اُمور کے متعلق بھی لوگوں سے باتیں کر لے۔ بہر حال مسجد میں خالص ذاتی کاموں کے متعلق باتیں کرنا منع ہے۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ اس کے متعلق مسجد میں اعلان نہ کرے۔

(صحیح مسلم مع شرح النووی جلد اوّل صفحہ 210 مطبوعہ اصح المطابع)

پس مساجد صرف ذکر الٰہی کے لئے ہیں لیکن ذکر الٰہی ان تمام باتوں پر مشتمل ہے جو انسان کو ملّی، سیاسی، علمی اور قومی برتری اور ترقی کے لئے ہوں۔ لیکن وہ تمام باتیں جو لڑائی دنگہ فساد یا قانون شکنی سے تعلق رکھتی ہوں خواہ ان کا نام ملّی رکھ لو یا سیاسی۔ قومی رکھ لو یا دینی ان کا مساجد میں کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح مساجد میں ذاتی امور کے متعلق باتیں کرنا بھی منع ہے۔ کیونکہ اسلام مسجد کو بیت اللہ قرار دیتا اور اُسے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مخصوص قرار دیتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 27-29)

اسی فائدہ کا ذکر آپ نے ایک موقعہ پر یوں فرمایا:

"پھر مسجد میں پانچوں وقت نماز کے لئے جانا ایسی چیز ہے جو بنی نوع انسان کو ذاتی فائدہ پہنچانے والی چیز ہے کیونکہ اُس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت ہوتی رہتی ہے اور مسلمان تنظیمی رنگ میں اس سے بہت کچھ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 81)

چونکہ علماء نے مسجد نبوی کی آڑ میں مساجد کو سیاست کا اڈا بھی بنا لیا ہے اور حکومت کے خلاف محاذ آرائی کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ جس سے معاشرہ میں انتشار اور نفرتوں کے بیج بوئے جاتے ہیں جو مساجد کے آداب کے خلاف ہے۔ جو بات

خلاف تعلیم اسلام ہے وہ مسجد میں بھی غلط ہے۔ اس امر کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"پس مسجد اپنی ذات میں کسی مجرم کو نہیں بچا سکتی اگر مسجد میں کوئی بُرا کام کیا جائے گا تو اس کو بُرا سمجھا جائے گا اور اگر اچھا کام کیا جائے گا تو اس کو اچھا سمجھا جائے گا۔۔۔۔۔۔ پس مساجد تقویٰ کے قیام کے لئے قائم کی گئی ہیں نہ کہ قانون شکنی کے لئے۔ اگر مسجد میں قانون شکنی کے اڈے بن جائیں تو پھر شیطان کے لئے تو کوئی گھر بھی بند نہیں رہتا۔ جن گھروں کو خدا تعالیٰ نے امن کے لئے، تسکین قلب کے لئے، روحانیت کے لئے، تقویٰ کے قیام کے لئے، تعاون اور اتحادِ باہمی کے لئے بنایا ہے ان گھروں کو مسلمانوں میں فتنہ ڈلوانے کا ذریعہ بنانا یا اُن گھروں کو فتنہ و فساد کی بنیاد رکھنے کی جگہ بنانا ایک خطرناک ظلم ہے جس کی اسلام کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دیتا۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 133-134)

بلکہ عبادت گاہوں کا اصل مقصد بیان کرتے ہوئے ایک موقعہ پر فرمایا:

"حقیقت یہ ہے کہ جب تک خانہ کعبہ کے ظل دنیا کے گوشہ گوشہ میں قائم نہ کر دیئے جائیں تو اس وقت تک دین کبھی پھیل ہی نہیں سکتا۔ پس فرماتا ہے وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى۔ اے بنی نوع انسان! ہم تم کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ تم بھی ابراہیمی مقام پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کرو۔ یعنی ایسے مراکز بناؤ جو دین کی اشاعت کا کام دیں کیونکہ اس کے بغیر اسلام کی کامل اشاعت کبھی نہیں ہو سکتی۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 170)

امام الصلوٰۃ کون اور کیسا ہو:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں۔

"پھر عبادات میں مساوات قائم کرنے کے لئے اسلام نے امامت کے لئے بھی کسی خاندان یا کسی خاص قوم کی خصوصیت نہیں رکھی۔ عیسائیوں میں مقررہ پادری کے سوا کوئی دوسرا آدمی نماز نہیں پڑھا سکتا۔ سکھوں میں گرنتھی کے سوا دوسرا شخص گرنتھ صاحب کا پاٹھ نہیں کرا سکتا لیکن اسلام پادریوں اور پنڈتوں کا قائل نہیں وہ ہر نیک انسان کو خدا تعالیٰ کا نمائندہ سمجھتا ہے اور ہر ایک نیک انسان کو نماز میں راہنمائی کا حق دیتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 24)

اس سلسلہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقرر امام کے اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"لوگوں میں سے جو قرآن کریم زیادہ پڑھا ہوا ہو وہ نماز میں امام بنے۔ اگر سب کے سب قرآن کریم کی تعلیم میں برابر ہوں تو ان میں سے جو سنت کا علم زیادہ رکھتا ہو وہ نماز پڑھائے۔ اگر اس میں برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو ان میں سے جو عمر میں زیادہ ہے وہ امام بنے۔ کوئی شخص دوسرے کے دائرہ اقتدار میں خود بخود امام بننے کی کوشش نہ کرے۔"

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب من احق بالامامۃ)

بیوت الذکر کے امام اور خطیب اپنے منصب کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہوتے ہیں۔ اس لئے آئمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اپناتے ہوئے آپؐ کی ذات اقدس سے راہنمائی حاصل کرنی چاہئے اور اپنے بلند منصب کے پیش

نظر دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہیے۔ وہ عالم باعمل ہوں اور ان کی ذات میں اسلامی اخلاق نمایاں ہوں کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آئمہ کی یہ اہمیت اور عظمت بیان فرمائی کہ

اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَ بِهٖ کہ امام بس اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ (بخاری باب انما جعل الامام)

ایک اور موقعہ پر آپؐ نے فرمایا:

اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمِنٌ اَللّٰهُمَّ اَرْشِدِ الْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْلِلْمُؤَذِّنِيْنَ کہ امام ضامن اور موذن امین ہے۔ اے اللہ! اماموں کو ہدایت فرما اور مؤذنوں کی مغفرت فرما۔

اس روایت کی رو سے آئمہ پر بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس کا خلاصہ یوں نکالا جاسکتا ہے کہ

مومنوں کی دنیوی، دینی اور اُخروی فلاح اور کامیابی کے لئے بیوت الذکر بطور سواریوں کے ہیں اور آئمہ بطور ڈرائیور کے ہیں۔

امام الصلوٰۃ نماز کو مختصر کرے:

نمازیوں میں چونکہ کمزور اور بوڑھے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے امام الصلوٰۃ کو نماز کو ہلکی کر کے پڑھانے کی ہدایت ہے اور غیر ضروری طوالت اور تاخیر سے لوگوں کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے آئمہ حضرات کو ان کا احساس ہونا چاہئے۔

روایت میں ہے کہ

"حضرت معاذ بن جبلؓ اپنے قبیلہ میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک صحابی

حضرت حزامؓ مسجد میں نماز پڑھنے آئے لیکن اُن کا ارادہ اپنے نخلستان کو پانی دینے کا بھی تھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ پہلے نماز پڑھ لوں پھر پانی دے لوں گا۔ حضرت معاذؓ نے نماز لمبی کر دی اور حضرت حزامؓ اپنی نماز مختصر کر کے باہر آ گئے۔ نماز ختم ہونے پر حضرت معاذؓ کو جب بتلایا گیا کہ حزامؓ نماز مختصر کر کے پانی دینے کے لئے باہر چلے گئے ہیں تو حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ وہ منافق ہے جو اپنے باغیچہ کو پانی دینے کی غرض سے نماز اس طرح جلدی سے پڑھتا ہے۔ حضرت حزامؓ اپنے بارے یہ علم پا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے جہاں حضرت معاذؓ بھی بیٹھے تھے اور ساری بات کہہ ڈالی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا أَفَتَّانٌ اَنْتَ اَفَتَّانٌ اَنْتَ لَاتُطَوِّلْ بِهِمْ ۔ کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو۔ کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو نماز کو لمبا نہ کیا کرو۔"

(مسند احمد صفحہ 124/3 از حدیقۃ الصالحین صفحہ 278)

محلّہ کی بیت الذکر میں نماز کی ادائیگی:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ کا ایک ارشاد اس حوالہ سے یہاں دیا جا رہا ہے کہ اپنے محلّہ کی بیت الذکر میں نماز کی ادائیگی، آپس میں یکجہتی کے لئے ضروری ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔

"اگر اپنے محلّہ میں ہو تو اپنے محلّہ کی بیت الذکر میں نمازیں پڑھو۔ دوسرے مذاہب میں یہ بات نہیں بلکہ جس گرجا میں چاہیں نماز پڑھ لیتے ہیں اور اس طرح دوسرے ہمسایوں اور خود امام نماز سے اختلاف کی روح نمازوں تک میں پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اسلام نے

جماعت میں جوفوائد ہوسکتے ہیں اُن کو مکمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک صحابیؓ سے کسی نے کہا کہ چلو فلاں محلہ میں جا کر نماز پڑھیں۔ اس صحابیؓ نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز ادا کرنی چاہیے۔ اس لئے میں تو اپنے ہی محلّہ کی مسجد میں نماز ادا کروں گا۔ پس اسلام کہتا ہے کہ سوائے اس کے کہ کوئی جلسہ کسی دوسری مسجد میں ہو رہا ہو یا وعظ و نصیحت کا کوئی خاص موقعہ میسر آئے اپنے محلّہ کی مسجد میں نمازیں ادا کرو۔ یہ چیز عیسائیوں میں نہیں، پارسیوں میں نہیں، زرتشتیوں اور سکھوں میں نہیں۔ اِدھر اُدھر چلے جانے سے جماعت نہیں بنتی اور نہ نماز با جماعت کی جو غرض ہے وہ پوری ہوتی ہے۔ ایک مسلمان اگر اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتا تو وہ فوراً پکڑا جائے گا۔ اگر وہ کہے گا کہ میں فلاں مسجد میں نمازیں پڑھتا ہوں تو اس سے پوچھا جائے گا کہ تم وہاں نمازیں کیوں ادا کرتے ہوئے۔ تم اس محلّہ میں رہتے ہو اور اسی میں تمہیں نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔ اس کے بعد اگر تحقیق کی جائے گی تو کوئی نہ کوئی بات ضرور نکل آئے گی۔ مثلاً ہوسکتا ہے کہ وہ کہہ دے کہ مجھے اس مسجد کے امام سے ناراضگی ہے۔ اس صورت میں پھر جماعت اور نظام کا فرض ہوگا کہ وہ اس مناقشت کو دُور کرے اور اس طرح پھر قومی جتھہ قائم ہو جائے گا۔ بہر حال یہ اسلام کی ایک ایسی خوبی ہے جس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 290)

بیوت الذکر اتفاق، محبت اور رواداری کا سبق دیتی ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں احباب کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جماعت کی اپنی (بیت الذکر) ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وہ وعظ وغیرہ کرے۔ اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی (بیت الذکر) میں نماز باجماعت ادا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہیے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 03 ر جولائی 1989ء کو گوئٹے مالا کی پہلی بیت الذکر کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

"خواہ سناگاگ (یہودیوں کی عبادت گاہ) ہو، ٹیمپل یا مندر ہو تمام عبادت گاہیں بنیادی طور پر انسان کی حفاظت کے لئے تعمیر ہونی چاہئیں۔ کیونکہ یہ بات ناممکن ہے کہ خدائے واحد کی عبادت کے لئے تعمیر ہونی والی عبادت گاہیں اس نیت سے بنائی جائیں کہ وہاں سے ایسے افکار کا پرچار ہو یا ایسے اعمال بجالائے جائیں جس سے بنی نوع انسان میں افتراق پیدا ہو۔ یہ خیال کلیتہً ردّ کئے جانے کے لائق ہے۔ ایسی جگہیں تو باہمی محبت، مفاہمت، ہمدردئ بنی نوع انسان اور رواداری کی تعلیم کے لئے ہوتی ہیں۔۔۔۔۔۔بدقسمتی سے عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ تمام دنیا میں عبادت گاہیں اس اصل مقصد سے ہٹ کر

دوسرے مقاصد کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ لوگ خدا سے ملنے کے لئے گرجوں اور عبادت گاہوں میں نہیں آتے بلکہ اُسے ہاتھ لگا کر واپس آجاتے ہیں اور جب عبادت گاہ سے واپس آتے ہیں تو خدا کا کوئی رنگ ساتھ نہیں لاتے۔

اگر دنیا میں امن کا قیام ہمارا مقصد ہے تو نہایت ضروری ہے کہ ہم ان عبادت گاہوں کی طرف بامقصد طور پر جائیں۔ خدا سے ملنے کی غرض سے جائیں اور اس کی یاد ساتھ لائیں اور اس کا رنگ لے کر واپس لوٹیں۔ قرآن کریم میں ایسے متعدد حوالہ جات موجود ہیں کہ جو لوگ خواہ کسی بھی خدائی پیغام کو قبول کرتے ہوں اگر وہ اپنے ایمان باللہ میں مخلص ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں اور اپنے اعتقاد کے مطابق اعمال صالحہ بجالاتے ہیں تو ایسے لوگوں پر کوئی خوف وحزن نہیں ہوگا۔ یہ بنیادی پیغام ہے اور میرا بھی آج آپ کے لئے یہی پیغام ہے کہ آپ جو بھی ہیں اگر آپ مخلص ہیں اور جس خدا پر بھی آپ ایمان رکھتے ہیں اخلاص کے ساتھ اس پر ایمان رکھیں اور خدا کے ساتھ اپنے تعلق کا بنی نوع انسان کے ساتھ اپنے تعلق میں اظہار کریں تو آپ یقیناً خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والے ہوں گے۔"

(الفضل 27/جولائی 1989ء)

انتظامی امور میں دخل اندازی:

بعض دوستوں کو بغیر اجازت اپنی طبیعت کے مطابق اشیاء کو ہاتھ لگانے یا ادھر اُدھر کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ میں نے بعض بیوت الذکر میں مشاہدہ کیا ہے کہ انتظامیہ نے

گرمیوں میں پنکھوں کے ریگولیٹرز کو ایک خاص حد تک رکھ کر پنکھوں کو چلایا ہوتا ہے۔اس سے اگر تیز کر دیئے جائیں تو سپیکر کی آواز میں خلل واقع ہوتا ہے۔لیکن بعض لوگ آ کر انہیں تیز کرنے کی کوشش کرتے ہیں پھر سپیکر کی آواز Disturb ہوتی ہے پھر آواز نہ پہنچنے یا آواز کے پھٹنے یا گونج آنے کی شکایت کرتے ہیں۔

یا بعض جگہوں پر بالخصوص چھوٹی جگہوں پر اگر آواز وغیرہ نہیں آ رہی تو اُٹھ کر ایمپلی فائر سے آواز کو اونچا کرنے کی خود کوشش میں لگ جاتے ہیں۔اور پھر آواز تمام خطبہ میں Distrub رہتی ہے۔

کرسیوں پر بیٹھنے کے لئے انتظامیہ نے کرسیاں بیت الذکر کے شمالاً جنوباً کناروں پر رکھی ہوتی ہیں۔نمازی اُٹھا کر اِدھر اُدھر رکھ دیتے ہیں۔اگر پہلی صف مکمل ہو جائے اور کرسیاں نظر آئیں تو بجائے انہیں ہٹانے کے دوسری صف بنا لینا زیادہ بہتر ہے تا کُرسی استعمال کرنے والا شخص اگر لیٹ بھی آئے تو اُسے اپنی جگہ پر کرسی مل جائے۔پھر اس کے لئے صف بنانی مشکل ہو جاتی ہے۔

پھر بیت الذکر تنظیم سکھلاتی ہے۔اطاعت سکھلاتی ہے۔ایاز اور محمود ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔امام کی اطاعت کر رہے ہوتے ہیں۔اس اطاعت اور تنظیم کا جذبہ بیت الذکر اور اس کے پورے ماحول اور اس کے ارد گرد بھی نظر آنا چاہئے۔

مثلاً نمازیوں کی سہولت کی خاطر بعض دوست خصوصاً خدام خدمت کی خاطر کھڑے ہیں۔ڈیوٹی پر کھڑے خدام کو نوعمر بچہ سمجھ کر اس سے عدم توجہگی نہیں کرنی چاہئے۔اس کی اطاعت اس شخص کی اطاعت ہے جس سے اُسے مقرر کیا ہے۔ممکن ہے وہ جماعت کے امیر یا ایسے عہدیدار کی طرف سے مقرر ہو جس کی تقرری خلیفۃ المسیح نے کی ہو اور وہ اس کا نمائندہ ہو۔

حضرت ابوبکرؓ اور دوسرے کبار صحابہؓ نے ایک جنگ میں ایک نوعمر بچے حضرت زیدؓ کی غلامی قبول کر لی تھی صرف اس لئے کہ وہ آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نامزد کردہ تھا۔ جنگ اُحد میں بعض صحابہؓ کی معمولی عدم اطاعت سے کس قدر ناقابل تلافی نقصان اُٹھانا پڑا تھا۔

اس لئے اس سے تعاون کا ہاتھ بڑھانا چاہئے تا ٹریفک کنٹرول کرنے میں، گاڑیوں کی پارکنگ وغیرہ میں آسانی رہے۔

اس سلسلہ میں مجھے ڈیوٹی پر مامور اپنے خدام بھائیوں سے بھی درخواست کرنی ہے کہ وہ بھی بیت الذکر میں آنے والے معزز نمازیوں سے خوش اخلاقی اور حُسن سلوک سے پیش آئیں۔ اگر کوئی ناروا واقعہ پیش بھی آجائے تو درگذر فرمائیں۔

یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ نمازی اللہ کے مہمان ہیں اور ان کی دیکھ بھال اُن کی عزت ہم سب کا سانجھا فرض ہے۔ ہمارے نوجوانوں کے عمدہ کردار کو اردگرد کے لوگ سراہتے ہیں۔ ڈیوٹی پر مامور گورنمنٹ کے نمائندے پولیس والے بھی ہوتے ہیں جو بالعموم کہتے ہیں کہ ہم مختلف مساجد پر ڈیوٹی دیتے رہتے ہیں۔ ایسا منظّم نظام ہم نے کسی جگہ نہیں دیکھا۔

بڑے سے بڑا آدمی ایک معمولی سے بچے کی بات مان رہا ہوتا ہے۔ اور یوں ہم سب تنظیم پر رہتے ہوئے صرف اطاعت کا ہی جوأ اپنی گردنوں پر نہیں پہن رہے ہوتے بلکہ اور بہت سے احکامات خداوندی پر بھی عمل کر رہے ہوتے ہیں اور یوں ایک حکم کی تعمیل میں دوہرا، تہرا ثواب حاصل ہو رہا ہوتا ہے۔

جیسے پڑوسی کا خیال ہے، راستے کا بھی حق ادا ہو رہا ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

مساجد میں اللہ کا نام لینے اور عبادت بجالانے سے نہیں روکنا چاہئے:

اس بارہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت واضح ارشاد قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ط اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ط لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ o

(سورہ البقرۃ:115)

ترجمہ: اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے منع کیا کہ اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام بلند کیا جائے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کی۔ (حالانکہ) ان کے لئے اس کے سوا کچھ جائز نہ تھا کہ وہ ان (مسجدوں) میں ڈرتے ہوئے داخل ہوتے۔ ان کے لئے دنیا میں ذلت اور آخرت میں بہت بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے مسیحیوں کو مسجد نبوی میں اپنے طریق پر عبادت کی اجازت دی تھی۔

(زادالمعاد جلد 2 صفحہ 35 و سیرۃ ابن ہشام جلد اول صفحہ 209)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (اللہ آپ سے راضی ہو) اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

"افسوس کہ لوگ اگر ذرا بھی آسودگی پاتے ہیں تو مخلوق الٰہی کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔اس کا انجام خطرناک ہے۔ان لوگوں میں تحقیر کا مادہ یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ اگر کسی کی طاقت مسجد کے متعلق ہے تو وہ ان لوگوں کو جو اس کے ہم خیال نہیں مسجد سے روک دیتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ آخر وہ بھی خدا ہی کا نام لیتا ہے۔ایسا کر کے وہ اس مسجد کو آباد نہیں بلکہ ویران کرنا چاہتا ہے۔بارھویں صدی تک اسلام کی مسجدیں الگ نہ تھیں بلکہ اس کے بعد سُنّی اور شیعہ کی مساجد الگ ہوئیں پھر وہابیوں اور غیر وہابیوں کی اور اب تو کوئی حساب ہی نہیں۔ان لوگوں کو شرم نہ آئی کہ مکہ کی مسجد تو ایک ہی ہے اور مدینہ کی بھی ایک ہے۔قرآن بھی ایک، نبی بھی ایک، مرشد بھی ایک۔پھر ہم کیوں ایسا تفرقہ ڈالتے ہیں۔ان کو چاہئے کہ مسجدوں میں خوف الٰہی سے بھرے داخل ہوتے۔

صرف اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسجد میں آئے اور جماعت ہو رہی ہو تو وقار اور سکینت سے آئے اور ادب کرے جیسا کہ کسی شہنشاہ کے دربار میں داخل ہوتا ہے لیکن وہ اگر خوف الٰہی سے کام نہیں لیتے اور مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں اُن کے لئے دنیا میں بھی ذلت ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔یاد رکھو کسی کو مسجد سے روکنا بڑا بھاری ظلم ہے۔اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھو کہ نصرانیوں کو اپنی مسجد مبارک میں گرجا کرنے کی اجازت دے دی۔"

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 220-221)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ نے بھی مساجد سے روکنے کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"مساجد اور معابد بنانے کی صرف ایک ہی غرض ہوتی ہے اور وہ یہ کہ ان میں خدا تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ پس جو شخص ان میں لوگوں کو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے سے روکتا ہے وہ دنیا کی نگاہ میں اپنے لئے ذلت اور رسوائی کے سامان پیدا کرتا ہے جو اس فعل کی ایک طبعی سزا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 134)

جماعت احمدیہ کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"جماعت احمدیہ میں ایسی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی کہ اس نے اپنی (بیوت الذکر) میں کسی کو عبادت کرنے سے روکا ہو وہاں مسلمانوں میں ایسی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کے افراد کو اپنی مسجدوں میں نمازیں پڑھنے سے روکا اور اُن پر سختیاں کیں۔ پس اس آیت نے ثابت کر دیا کہ بانی سلسلہ احمدیہ کے مخالفین اپنے عمل کے لحاظ سے اس گروہ میں شامل ہیں جن کے متعلق مَنْ اَظْلَمُ کے الفاظ آتے ہیں اور جو خدائی منشاء کے خلاف قدم اُٹھاتے ہیں۔" (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 133)

بیوت الذکر کے ان آداب اور Manners کو انسان اگر ملحوظ خاطر رکھے تو اس کے اخلاق درست ہوتے ہیں اس کی روحانیت سنورتی ہے اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ساری دُنیا ایک مسلمان کے لئے مسجد بنادی گئی ہے کو سامنے رکھتے ہوئے مساجد کے اُن آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں جن کا تعلق اخلاقیات سے ہے۔ ہماری روحانیت سے ہے۔ ہم گھروں میں ہوں، بازار میں ہوں۔ یا باہر گلی کوچوں میں ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق ان کو مساجد تصور کریں تو ہمارے دینی معاملات میں، اخلاقیات میں،

روحانیت میں بہت بہتری آسکتی ہے۔اوراس پر مستزاد یہ کہ اگر ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اورارشاد کے مطابق ایک نماز سے دوسری نماز تک باوضو بھی رہیں تو ظاہری طہارت کے ساتھ ساتھ اندرونی پاکیزگی میں بھی ترقی ہوتی چلی جائے گی۔ہم حالت نماز میں رہیں گے اوراپنے آپ کو بیوت الذکر میں تصور کریں گے۔اخلاقیات بھی سنوریں گے۔روحانیت میں بھی ترقی ہوگی اورسلوک کی منازل انسان طے کرتا چلا جائے گا۔

بیوت الذکر کے آداب کو مدنظر رکھنے اورانہیں آباد کرنے والوں کا اجر:

سورۃ التوبہ آیت نمبر 18 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمۡ یَخۡشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُہۡتَدِیۡنَ٥

اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اورنماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیوت الذکر کی آبادکاری کو اُن مومنوں سے باندھ دیا ہے کہ جن کے اندر یہ صفات ہوں۔اللہ، یوم آخر پر ایمان رکھتے ہوں، نماز قائم

کرنے والے، زکوٰۃ دینے والے اور خشیت الٰہی دل میں رکھنے والے۔۔۔۔۔۔اور اس آیت میں خشیت الٰہی پر زور دیا گیا ہے کیونکہ یوم آخر پر بھی تو وہی ایمان لائے گا جو خشیت الٰہی رکھتا ہو۔ جس کے دل میں خوف خدا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔ پھر اس کا نتیجہ یہ بیان فرمایا کہ جو بھی خشیت الٰہی دل میں رکھتے ہوں اللہ کے گھر کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں گے اور اُسے آباد کریں گے تو فعسیٰ اولٰئک ان یکونوا من المھتدین کہ ان لوگوں کو کامیابی کی اعلیٰ منازل تک پہنچایا جائے گا۔ یہ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار ہوں گے۔

مضمون کے آخر پر بیوت الذکر کے آداب اور ان کی اہمیت و برکات کے حوالہ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اقتباسات اس دُعا کے ساتھ پیش ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آیۃ کریمہ **فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ** کے مطابق آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، ہدایات کی کماحقہ پیروی کی توفیق دے تا اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ہم سے پیار کا سلوک کرتا چلا جائے۔ آمین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چھوٹی سی تھی۔ کھجور کی چھڑیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔ مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دنیاداروں نے ایک مسجد بنوائی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے گرا دی

گئی۔اس مسجد کا نام مسجد ضرار تھا۔یعنی ضرر رساں۔اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملادی گئی تھی۔مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقویٰ کے واسطے بنائی جائیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 491 جدید ایڈیشن)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"جماعت احمدیہ کی (بیوت الذکر) کا شمار اُن (بیوت) میں نہیں ہوتا جو وقتی جوش اور جذبے کے تحت بنادی جاتی ہیں اور صرف (بیوت) کی ظاہری خوبصورتی کی طرف توجہ ہوتی ہے نہ کہ اس کے باطنی اور اندرونی حسن کی طرف۔ ہماری (بیوت الذکر) وہ نہیں ہیں بلکہ جماعت احمدیہ کی (بیوت) کا حسن ان کے نمازیوں سے ہوتا ہے۔اس میں عبادت کے لئے آنے والے لوگوں سے ہوتا ہے۔ ہماری (بیوت الذکر) کی بنیادیں تو ان دعاؤں کے ساتھ اُٹھائی جاتی ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خدا کے گھر کی بنیادیں اُٹھاتے وقت کی تھیں۔ احمدی وہ لوگ نہیں ہیں جو بظاہر ایمان کی حرارت والے کہلاتے ہیں لیکن ان کے دل برسوں میں نمازی نہیں ہوتے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا ان کو تو ایمان کی حرارت کا ادراک بھی نہیں ہے۔ پتہ نہیں ہیں کہ ایمان کی حرارت کیا ہوتی ہے۔وہ تو ایمان کو سطحی طور پر دیکھتے ہیں، سطحی طور پر لیتے ہیں۔ان لوگوں کو کیا پتہ کہ ایمان کی حرارت کیا ہوتی ہے۔پس یہ اعزاز جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ملا ہے،اس کو قائم رکھنے کے لئے اپنے ایمانوں پر نظر رکھیں اور اپنی (بیت الذکر) کی تعمیر کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعاؤں کو پیش نظر رکھیں تب ہی آپ ان لوگوں میں شمار ہو سکتے

ہیں جو گو آخرین میں ہیں لیکن پہلوں سے ملنے والے ہیں۔۔۔۔۔۔پس جب ہر احمدی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے یہ دعائیں کرتے ہوئے (بیوت الذکر) کی تعمیر میں حصہ لے گا اور ساتھ ہی اپنے عمل سے اپنی عبادتوں سے ان (بیوت) کے حسن کو سجا رہا ہو گا تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے وعدوں کے مطابق اپنے انعامات سے نوازتا رہے گا۔"

(خطبہ جمعہ 10/جون 2005ء از خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 341-342)

نیز فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کر ہماری جو بھی (بیت الذکر) بنے اس کی خالص بنیاد تقویٰ اللہ پر ہو اور ہمیشہ ہمارا شمار اللہ تعالیٰ کے عبادت گزاروں میں سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے ہوں اور اپنی ساری مرادیں اور خواہشیں اس کے حضور پیش کرنے والے ہوں اور اس خدا کو سب قوتوں کا مالک اور سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھتے ہوں اور خالص اسی کے ہو جائیں اور اسی کے حکم کے مطابق وموافق (بیوت الذکر) کو آباد کرنے والے بھی ہوں۔ یہ (بیت) بھی اور دنیا میں جہاں بھی جماعت کی (بیوت) ہیں اللہ کرے کہ وہ گنجائش سے کم پڑے لگ جائیں۔ اور نمازیوں سے چھلک رہی ہوں۔ یاد رکھیں اسلام اور احمدیت کی فتح اب ان (بیوت الذکر) کو آباد کرنے سے ہی وابستہ ہے۔ پس اے احمدیو! اٹھو! اور (بیوت الذکر) کی طرف دوڑو اور ان کو آباد کرو تا کہ الٰہی وعدوں کے مطابق ہم جلد از جلد اسلام اور احمدیت کی فتح کے دن دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور یہ دن دیکھنے نصیب کرے۔

(خطبہ جمعہ 03/اکتوبر 2003ء)

تعمیر بیوت الذکر کی اہمیت و برکات:

کتاب کے آخر پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بیوت الذکر کی تعمیر، اہمیت اور برکات پر بھی اسلام کی تعلیم کا ذکر ہو جائے سو اختصار کے ساتھ تحریر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سرزمین میں سے وہ جگہ بہت ہی برکتوں والی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کیا جاتا ہے بلکہ اس کی برکتیں قرب و نواح تک بھی ممتد ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے وہ لوگ بہت ہی پیارے اور مبارک ہیں جو اللہ کے گھر کی تعمیر میں حصہ ڈالتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ مِثْلَہٗ

کہ جو اللہ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے یا اس میں حصہ ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس جیسا گھر جنت میں بناتا ہے۔

خانہ کعبہ اور اس کے اظلال یعنی مساجد کی تعمیر میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خانہ کعبہ کے تیسرے دور کی از سر نو تعمیر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بٹایا جب حجر اسود کے مناسب جگہ رکھے جانے میں قبائل میں جھگڑا ہو گیا تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید چادر منگوا کر اس عظیم مبارک پتھر کو اس کی جگہ پر نصب فرما دیا جہاں آج تک موجود ہے۔ نبوت کے بعد مسجد قبا، مسجد نبوی کی تعمیر میں بھی یہ اولوالعزم نبی ہی ہمیں آگے آگے نظر آتا ہے جب آپ گارا اور اینٹیں لا لا کر صحابہ کرامؓ کو دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ہاتھ سے مٹی ڈھو رہے تھے کہ جانثار صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم جو ہیں

آپ آرام سے بیٹھیں۔ مگر آپؐ کو اللہ کا گھر تعمیر کرنے کی محبت ہاتھ سے مسلسل کام کروائی جارہی تھی۔ صحابہؓ کے مسلسل پُر زور اصرار پر جب آپؐ کو مجبوراً تعمیر مسجد نبوی سے الگ ہونا پڑا تو آپ جنگل میں لکڑیاں چننے چلے گئے کہ اُس چولہے میں جلانے کے کام آئیں گی۔ جس پر اُن صحابہؓ کا کھانا تیار ہوگا جو مسجد کی تعمیر میں کام کر رہے ہیں۔

آج آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی اقتداء میں جماعت احمدیہ خدا کے نام پر اکٹھی ہے۔ آج جماعت احمدیہ خدا کے نام کے گیت گاتے ہوئے نئی سے نئی بیوت الذکر تعمیر کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بیوت کو تقویٰ سے عبادت کرنے والوں سے آباد رکھے۔

بیوت الذکر کی تعمیر میں ذیلی تنظیمیں اور والدین توجہ دلائیں:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 11/نومبر 2005ء میں فرمایا:

"عموماً (بیوت الذکر) کی ایک مد ہونی چاہئے۔ اس میں جب بچے پاس ہو جائیں تو اس وقت یا کسی اور خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر میں چندہ دیا کریں اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں بے شمار احمدی بچے امتحانوں میں پاس ہوتے ہیں اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مد میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے

ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔ والدین بھی اس بارے میں اپنے بچوں کی تربیت کریں اور انہیں ترغیب دلائیں تو اللہ تعالیٰ ان والدین کو بھی خاص طور پر اس ماحول میں بہت سی فکروں سے آزاد فرمادے گا۔"

(الفضل 23رفروری 2006ء)

بیوت الذکر کی ضرورت، اہمیت و برکات:

جماعت کو اللہ کے گھر بھی کثرت سے تعمیر کرنے ہیں۔ آج غیر ہماری بیوت پر قبضہ کرنے کی کوشش میں رہتا ہے۔ بعض شہید کردیں، بعض کو مقفل کردیا، بعض سر بمہر کردی گئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دشمن ہماری ایک بیت الذکر گرائے گا تو ہم اس کے بدلے 10 مزید بیوت الذکر تعمیر کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیوت الذکر کی ضرورت اور اس کی اہمیت ایک جگہ یوں بیان فرمائی۔

"اس وقت ہماری جماعت کو (بیوت الذکر) کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی (بیت الذکر) قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک (بیت الذکر) بنا دینی چاہیے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام (بیت الذکر) میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اُسے کیا جاوے۔ نفسانی

اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو، تب خدا برکت دے گا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

بیوت الذکر سادہ ہوں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

"یہ ضروری نہیں کہ مسجد مرصع اور پکی عمارت کی ہو۔ بلکہ صرف زمین روک لینی چاہیے اور وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہیے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلّفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی اور اسی طرح چلی آئی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس لئے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا۔ اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ نے مساجد کے حوالہ سے مسلمانوں کی حالت اور اسلام میں مساجد کے مقام پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اسلامی مساجد کو دیکھو کہ وہ کتنی سادہ ہوتی ہیں۔ خانہ کعبہ کتنی سادگی کا مظہر ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کتنی سادہ ہے۔ ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جائے گا وہ خالص خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے جائے گا۔ ہیرے اور جواہرات اور سونے اور چاندی کے لئے نہیں جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔افسوس ہے کہ

مسلمانوں نے بھی اب مساجد کو فخر و مباہات کا ذریعہ بنالیا ہے۔ مسجد کی ضرورت ہو یا نہ ہو وہ محض اپنے نام اور نمود کے لئے بڑی بڑی مسجدیں بنا دیتے ہیں اور پھر ہزاروں روپیہ خرچ کر کے اُن پر نقش ونگار کرتے اور بڑے بڑے بیل بوٹے بناتے ہیں۔ حالانکہ ان کے اندر نماز پڑھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔غرض مسلمانوں میں بھی آج کل یہ نقص پیدا ہو چکا ہے کہ وہ نماز کی طرف تو توجہ نہیں کرتے اور بڑی بڑی مسجدیں بنا دیتے ہیں۔ حالانکہ مسجد کی خوبی اس کی سادگی میں ہے اور اسلام نے اُسے روحانی زینت کا موجب بنایا ہے۔ اس لئے نہیں بنایا کہ اُسے فخر و مباہات کا موجب بنالیا جائے۔ ہاں نمازیوں کے لئے صفائی اور گنجائش اور صحت کا خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ یہ زینت نہیں ضرورت ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 356-357)

آخری زمانہ کی علامات میں ایک علامت بیان کرتے ہوئے حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوگ مساجد کی تعمیر میں ایک دوسرے سے فخریہ آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے یعنی ضرورت کی بجائے فخر کے اظہار کے لئے عالیشان مساجد تعمیر کرنے کا رواج بڑھ جائے گا۔"

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب بناء المسجد)

اور اب اس دَور میں اغیار میں عالیشان مساجد بنانے کا رواج راہ پا گیا ہے۔ نمازی بھی موجود ہیں مگر ہدایت سے خالی ہیں۔ مگر آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام نمائندہ رسول

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں بننے والی بیوت الذکر سادہ ہیں۔ چونکہ آخری زمانے میں آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مساجد عالیشان ہونی تھیں اور نمازیوں سے بھری مگر ہدایت سے خالی اس لئے یہ پیشگوئی غیروں کے ہاتھوں یوں پوری ہوئی کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کو اپنی عبادت گاہوں کو "مساجد" کہنے سے روک دیا اور کہا کہ ہم اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کا نام دیں کوئی اور نام دے لو۔ اس لئے ہم "بیت اللہ" کی اقتداء میں اپنی عبادت گاہوں کو "بیوت الذکر" کا نام دیتے ہیں۔

مصنف کی کتب

(1) جلسہ اعظم مذاہب پر اجمالی نظر (اسلامی اصول کی فلاسفی پر سو سال پورے ہونے پر)

(2) لاہور کی روحانی قدریں (وہ مقامات جن کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے قدموں سے برکت بخشی)

(3) تیغِ دُعا (قتل لیکھرام اور سو سال)

(4) کُچھ کلیاں کُچھ پھول (مجموعہ تربیتی مضامین)

(5) میرے محسن والدین

(6) ضمیمہ۔میرے محسن والدین

(7) تجہیز و تکفین اور اس کے مسائل و احکام

(8) نصاب علمی مقابلہ بمپر پرائز (معیار کبیر)

(9) نصاب علمی مقابلہ بمپر پرائز (معیار صغیر)

(10) لباس (میاں بیوی کے حقوق و فرائض) حصہ اول)

(11) مشترکہ خاندانی نظام اور اس کا تجزیاتی مطالعہ(ساس بہو کا جھگڑا اور اس کا حل) لباس کا حصہ دوم

(12) وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو (وقت کی اہمیت)

(13) رحمت سے ان کو رکھنا (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی علالت پر 1999ء میں احمدی شعراء کا مجموعہ کلام)

(14) پُر درد الوہی نغمے (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وصال اور خلافت خامسہ کے قیام پر احمدی شعراء کا منظوم کلام)

(15) مضامین بر مشتمل دعوت الی اللہ (صرف لائبریریوں کو مہیا کی جارہی ہے)

(16) 700 حکام خداوندی

(17) سیرت و سوانح حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین

(18) بیوت الذکر کی اہمیت و برکات اور اُس کے آداب

زیر کارروائی کتب

(19) انسانی اعضاء کا برمحل استعمال

(20) اطفال و ناصرات کے تقریری مقابلہ جات کے لئے تقاریر کا مجموعہ

گھر سے نماز کے لئے نکلنے کی دُعا

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص گھر سے نماز کے لئے نکلتے وقت یہ دُعا پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خود اس شخص کی طرف نماز کے وقت اپنی خاص توجہ رکھتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا فَاِنِّی لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِیَاءً وَلَا سُمْعَةً خَرَجْتُ هَرَبًا وَفِرَارًا مِّنْ ذُنُوْبِیْ اِلَیْکَ خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سُخْطِکَ، وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ فَاَسْاَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ. (ابن ماجہ کتاب المساجد)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرنے والوں کے حق کا واسطہ دے کر اور (نماز کے لئے) اپنے اس پا پیادہ جانے کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں میں کسی غرور یا شہرت اور ریاء کی خاطر گھر سے نہیں نکلا بلکہ میں اپنے گناہوں سے بھاگتے اور دوڑتے ہوئے تیری طرف آیا ہوں۔ ہاں! میں تیری رحمت کی امید اور تیرے عذاب کا خوف لے کر نکلا ہوں۔ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضامندی کے حصول کی خاطر نکلا ہوں۔ میرا سوال تیرے دربار میں یہ ہے کہ مجھے آگ سے پناہ دے اور میرے گناہ بخش دے۔